اردو ترجمہ

اِتمام الحُجَّة

تصنیف

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

اردو ترجمہ ٹائیٹل بار اوّل

الحمد للّٰہ الذی وفّقنا لتألیف رسالتنا ھذہ التی أ لّفت
لأفحام المولوی رسل بابا الأمرتسری و تبکیتہ و فُصّل فیہ
کل امر لتسکیتہ و سمّیت

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں ہمارے اس رسالہ کی تالیف کی توفیق عطا فرمائی
جس کو میں نے مولوی رسل بابا امرتسری کو لاجواب اور ساکت کرنے کے لئے تالیف کیا اور اس
میں ہر امر کو اس کو خاموش کرانے کے لئے تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور اس کا نام میں نے

رکھا ہے یعنی اتمام حجت ہر اس شخص پر جو دشمنی میں بڑھ گیا اور راہ راست سے ہٹ گیا ہے

و طبعت فی مطبع گلزار محمدی فی بلدة لاھور ۱۳۱۱ھ

یہ گلزار محمدی پریس بمقام لاہور ۱۳۱۱ھ میں طبع ہوئی۔

تعداد جلد ۷۰۰ قیمت فی جلد ۳/

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم   وعلٰی عبدہ المسیح الموعود

عرض ناشر

حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ السلام نے مولوی رسل بابا امرتسری کے رسالہ حیات المسیح کے جواب میں ایک عظیم الشان کتاب اِتْمَامُ الْحُجّة جون ۱۸۹۴ء میں تصنیف فرمائی تھی۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر چلے جانے کے عقیدہ کا ردّ اور بطلان دلائل قویہ اور حجت قاطعہ سے پیش کیا ہے۔ نیز قرآن کریم اور احادیث نبویہ، سلف صالحین کے اقوال سے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کو ثابت فرمایا ہے۔

یہ کتاب عربی زبان میں تحریر فرمائی گئی۔ اس کتاب کا ایک حصّہ اردو زبان میں بھی ہے۔ عربی حصّہ کا اردو ترجمہ افادہ عام کی غرض سے پیش ہے۔ محترم مولانا محمد سعید صاحب انصاری مربی سلسلہ نے اس کا ترجمہ کیا تھا۔ اس ترجمہ کی نظر ثانی عربک بورڈ نے کی ہے۔ اصل ترجمہ کے مقابل پر اردو ترجمہ درج کیا گیا ہے تا قارئین کو سہولت رہے۔ قارئین کی سہولت کے پیش نظر کتاب کی ترتیب کے مطابق اردو حصہ بھی شامل اشاعت ہے۔

اللہ تعالیٰ قارئین کو اس کے گہرے اور دقیق مضامین و مطالب کو ذہن نشین کرنے اور آگے پھیلانے کی توفیق بخشے۔

﴿۲﴾

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للّٰہ الذی یقیم حجتہ فی کل زمان، ویجدّد ملّتہ فی کل أوان، ویبعث مصلحا عند کل فساد، وینتاب الخَلْقَ منہ ھادٍ بعد ھادٍ، ویمنّ علی عبادہ بإرائۃ طرق سَداد، ویسوّی الصراط للمتأھّبین. یھدی الخَلق بکتابہ إلی أسرارہ، ولا یُسمَح عقل بکشف أستارہ ، یُلقی الروح علی من یشاء من عبادہ، ویفتح علی من یشاء أبواب إرشادہ، فلا یغشاہ درنٌ ولا ینتطحہ قرنٌ، ویُدخلہ فی الطیبین. یدعو من یشاء ، ویطرد من یشاء ، ویُخیّب من یشاء ، ویُعطی من یشاء من نعماء عظمٰی، ویجعل رسالاتہ حیث یشاء، ویعلم مَن بھا أحقّ وأولٰی.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو ہر زمانے میں اپنی حجت قائم فرماتا ہے، ہر آن اپنی ملت کی تجدید کرتا اور ہر فساد کے موقع پر مصلح مبعوث فرماتا اور اس کی طرف سے مخلوق میں پے در پے ایک ہادی کے بعد دوسرا ہادی آتا ہے وہ سیدھی راہ دکھا کر اپنے بندوں پر احسان فرماتا اور مستعد روحوں کے لئے راہ ہموار کرتا ہے۔ وہ اپنی کتاب کے ذریعہ مخلوق کی رہنمائی اپنے اسرار کی طرف فرماتا ہے اور عقل کو اُس کی پردہ کشائی تک رسائی نہیں۔ وہ اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے اپنی روح ڈالتا ہے اور جن پر چاہے اپنے رشد و ہدایت کے دروازے کشادہ کر دیتا ہے جس کی وجہ سے اس شخص کو نہ کوئی مَیل آلودہ کر سکتی ہے اور نہ کوئی ہم پلہ اُس سے ٹکر لے سکتا ہے۔ ایسے شخص کو وہ پاک لوگوں میں شامل کر لیتا ہے۔ وہ جسے چاہے اپنے حضور پذیرائی بخشتا ہے اور جسے چاہے دھتکار دیتا ہے۔ جسے چاہے نامراد کرتا اور جسے چاہے اپنی عظیم نعمتیں عطا کر دیتا ہے۔ وہ جہاں چاہے اپنی رسالت رکھ دیتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ اس کا سب سے زیادہ حقدار اور اہل کون ہے۔

الناس كلّهم ضالّون إلّا من هداه، وكلهم ميّتون إلّا من أحياه، وكلهم عُميٌ إلّا من أراه، وكلهم جياع إلّا من غذاه، وكلهم عِطاش إلا من سقاه، ومن لم يهده فلا يكون من المهتدين. والصلاة والسلام على رسوله ومقبوله محمد خير الرسل وخاتم النبيين، الذى جاء بالنور المنير، ونجّى الخلق من الظلام المبير، وخلّص السالكين من اعتياص المسير، وهيّأ لهم زادًا غير اليسير، وآتى صُحُفًا مُطهَّرة كشجرة طيّبة، اغتذى كل طالب بجَنى عُودها، ورغبت كل فطرة سليمة فى استشارة سعودها، وما بقى إلا الذى كان شقيَّ الأزل ومن المحرومين. والسلام علٰى آله الطيبين الطاهرين، الذين أشرقت الأرض بنورهم، وظهر الحق بظهورهم،

(حق یہ ہے کہ) لوگ سب کے سب گم گشتہ راہ ہیں سوائے اُن کے جنہیں وہ ہدایت دے اور سب مردہ ہیں سوائے ان کے جنہیں وہ زندہ کرے۔ اور سب اندھے ہیں بجز اُن کے جنہیں وہ بینائی بخشے اور سب بھوکے ہیں سوائے اُن کے کہ جنہیں وہ غذا مہیا کرے اور سب پیاسے ہیں سوائے اُن کے کہ جنہیں وہ پلائے۔ اور جسے وہ ہدایت نہ دے وہ ہدایت یافتہ نہیں ہوسکتا۔ اور درود وسلام اُس کے رسول اور مقبول محمد (صلّی اللہ علیہ وسلم) پر جو خیرالرّسل اور خاتم النّبیّین ہیں جو نورِ مُنیر لائے اور جنہوں نے مخلوق کو ہلاک کر دینے والے اندھیروں سے نجات بخشی اور سالکینِ راہ کو راستے کی مشکلات سے نجات بخشی اور اُن کے لئے وافر زادِ راہ مہیا کیا۔ اور اُنہیں شجرہ طیّبہ کی طرح ایسے پاک صحیفے عطا کئے جن سے ہر طالب حق نے اس درخت کے تازہ پھلوں سے غِذا حاصل کی۔ اور ہر فطرتِ سلیمہ اس کی سعادتوں کے حاصل کرنے کی جانب راغب ہوئی اور ازلی بدبخت اور حِرماں نصیب کے سِوا کوئی بھی (ان سعادتوں سے) محروم نہ رہا۔ اور سلامتی ہو آپؐ کی اس پاک اور مطہّر آل پر کہ جن کے نور سے ساری زمین منور ہوگئی اور جن کے ظہور سے حق ظاہر ہوا۔

و لا شك أنهم كانوا بُدورَ الإمامة، وجبال طرق الاستقامة، ولا يُعاديهم إلّا من كان مورد اللعنة، وزائغا عن المحجّة، ورحِم اللّٰه رجلا جمَع حُبّهم مع حبّ الصحبة أجمعين. وعلى أصحابه وصفوة أحبابه الذين كانوا له أتبَع مِن ظلّه، وأطوَع من نعله. تركوا بروق الدنيا وزينتها برؤية لَعْلِه؛ ونهضوا إلى ما أُمروا بإذعان القلب وسعادة السيرة، وجاهدوا فی اللّٰه علی ضعف من المريرة، و ما كانوا قاعدين. تبتّلوا إلى اللّٰه تبتيلا، وجمعوا خزائن الآخرة وما ملكوا من الدنيا فتيلا، وما مالوا إلى امتراء المِيرة، وبذلوا أنفسهم لإشاعة الملّة، وقَفَوا ظلالَ رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم حتى صاروا من الفانين.

بلا شبہ یہ لوگ امامت کے مہِ کامل اور استقامت کی راہوں کے کوہِ گراں تھے۔ ان لوگوں سے صرف وہی شخص عداوت کرتا ہے جو لعنت کا مورد اور کج رَو ہو۔ اللہ رحم فرمائے اس شخص پر جس نے ان (اہل بیت) کی محبت کو تمام صحابہ کی محبت کے ساتھ جمع کیا۔ اور سلامتی ہو آپؐ کے صحابہ اور آپؐ کے مخلص پیاروں پر جو آپؐ کے سایہ سے بھی بڑھ کر آپ کے پیچھے پیچھے چلنے والے اور آپؐ کے کفشِ پا سے بھی زیادہ مطیع تھے۔ انہوں نے آپؐ کے لعلِ بے بہا کو دیکھ کر دُنیا کی چمک اور سج دھج کو ترک کر دیا اور پُوری قلبی اطاعت اور فطری سعادت کے ساتھ ہر دیئے گئے حُکم کی بجا آوری کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور ناتوانیٔ حال کے باوجود انہوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور وہ بیٹھ رہنے والے نہیں تھے۔ اُنہوں نے اللہ کے لئے پُورا پورا تبتّل اختیار کیا اور آخرت کے خزانے جمع کر لئے اور دُنیا کے مال سے کچھ بھی نہ لیا۔ اور ذخائر جمع کرنے کی جانب مائل نہ ہوئے۔ دین کی اشاعت کے لئے اُنہوں نے اپنی جان ماردی۔ اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سایوں کے پیچھے پیچھے ایسے چلے کہ بس فانی ہوگئے۔

شـرَوا أنـفسهـم ابتـغاء مرضاة الــربّ الــلـطيف، و رضــوا لـمـرضـاتــه بـمـفارقة المألف والأليف، وأنـحـوا أبـصــارهم عـن الدنيا ومـا فيها، وأخذتهم جـذبةٌ عـظمى فجُذبوا إلى الله ربّ العالمين. ﴿۳﴾

أمــا بـعد فــاعـلـم أن أُخُوّة الإسلام يقتضى النصح وصدق الـكـلام، ومـن أُعـطىَ علمًا من عـلوم فأخفاه كسرٍّ مكتوم فهو أحـد مـن الخائنين. وإن العلوم لا تـنتهـى دقـائقها، ولا تُحصى حـقـائـقهـا، ولا مانع لظهورها، ولا مـحـاق لبـدورها، وكم من عـلـم تُــرِك لـلآخـرين. وقد عــلّــمــنـى ربّـى مـن أسـرار، وأخبـرنـى مـن أخبار، وجعلنى مجدّد هذه المائة، وخصّنى فى عــلـومــه بـالبسـطة والسـعة، وجـعـلـنى لرسله من الوارثين.

اُنہوں نے ربّ لطیف کی خوشنودی کے حصول کی خاطر اپنے آپ کو بیچ ڈالا۔ اور اُس کی رضا کی خاطر اپنے گھربار اور پیارے دوستوں کی مفارقت پر راضی ہوگئے اُنہوں نے دنیا وَ مَا فِیْهَا سے اپنی آنکھیں پھیر لیں۔ اور ایک بہت بڑی کشش اُن پر ایسی طاری ہوئی کہ وہ اللہ ربّ العالمین کی طرف کھنچے چلے گئے۔

اَمَّا بَعْد ۔تو جان لے کہ اسلامی اخوت خیرخواہی اور صدق بیانی کا تقاضا کرتی ہے۔ اور جس شخص کو کوئی عِلم دیا گیا پھر اُس نے اُسے ایک پوشیدہ راز کی طرح چھپایا تو وہ ایک خائن شخص ہے۔ علوم کے دقائق کی کوئی انتہاء نہیں اور اُن کے حقائق بے شمار ہیں۔ اُن کے ظہور میں کوئی مانع نہیں اور نہ ہی اُن کے ماہتابوں کے لئے تاریک راتیں ہیں۔ بہت سے علوم ایسے بھی ہیں جو آخرین کے لئے چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ میرے ربّ نے مجھے بہت سے اسرار سکھائے ہیں اور اخبارِ (غیبیہ) سے اطلاع بخشی ہے اور اُس نے مجھے اس صدی کا مجدّد بنایا اور اپنے علوم میں بڑی فراخی اور وسعت کے ساتھ مجھے مخصوص فرمایا اور مجھے اپنے رسولوں کا وارث بنایا۔

و كان من مفائح تعليمه، وعطايا تفهيمه، أن المسيح عيسى بن مريم **قد مات بموته الطبعيّ وتُوفّى** كإخوانه من المرسلين. وبشّرني وقال إن **المسيح الموعود** الذى يرقبونه و**المهدى المسعود** الذى ينتظرونه **هو أنت**، نفعل ما نشاء فلا تكوننّ من الممترين. وقال **إنّا جعلناك المسيح ابن مريم**، ففَضَّ خَتْمَ سِرِّه وجعلنى على دقائق الأمر من المطّلعين. وتواترت هذه الإلهامات، وتتابعت **البشارات**، حتى صرتُ من المطمئنين. ثم تخيّرتُ طريق الحزامة، ورجعتُ إلى كتاب اللّٰه خفيرِ طرق السلامة، فوجدتُه عليه أوّلَ الشاهدين. و أيُّ بيان يكون اوضح من بيانه يَاعِيسٰى إِنِّى مُتَوَفِّيكَ؟ فانظُرْ، هداك اللّٰه قبلَ تَوَفِّيك وجعَلك من المستبصرين.

یہ اُس (ذاتِ باری) کی تعلیم کی فیاضی اور تفہیم کے عطیات میں سے ہے کہ مسیح عیسیٰ ابن مریم اپنی طبعی موت سے فوت ہوئے اور اپنے دوسرے مُرسَل بھائیوں کی طرح وفات پا چکے ہیں۔ اور اس نے مجھے بشارت دی اور فرمایا کہ مسیح موعود جس کی وہ راہ دیکھتے ہیں اور مہدی مسعود جس کا وہ انتظار کر رہے ہیں وہ تو ہی ہے۔ ہم جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ اس لئے تو شک کرنے والوں میں سے ہرگز نہ بن۔ نیز فرمایا: کہ ہم نے تجھے مسیح ابنِ مریم بنایا ہے۔ اس طرح اُس نے اپنے راز کی مُہر کو توڑا اور اس امر کے دقائق پر مجھے مطلع فرمایا اور یہ الہامات اتنے تواتر سے ہوئے اور یہ بشارتیں اتنی لگاتار ہوئیں کہ میں پورے طور پر مطمئن ہوگیا۔ پھر میں نے حزم و احتیاط کا طریق اختیار کیا اور سلامتی کی راہوں کی محافظ اللہ کی کتاب کی طرف رجوع کیا۔ تو میں نے اس کو اس پر سب سے پہلا گواہ پایا۔ اور اُس کے بیان يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ سے بڑھ کر اور کون سا بیان واضح تر ہوسکتا ہے؟ غور کر۔ اللہ تعالیٰ تجھے تیری وفات سے پہلے ہدایت دے اور تجھے صاحب بصیرت بنائے۔

وأكّده اللّٰه بقوله فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي، ففكِّرْ فيه يا من آذيتني، وحسبتني من الكافرين. وهذا نصّ لا يردّه قولُ مُبارٍ بآثار، ولا يجرحه سهمُ مُمارٍ في مضمار، ولا ينكره إلّا من كان من الظالمين. والذين غاض دَرُّ أفكارهم، وضعفت جوازل أنظارهم، لا ينظرون إلى كتاب اللّٰه وبيّناته، ويتيهون كرجل اتبع جهلاته، ويتكلمون كمجانين. يقولون إن لفظ التوفّي ما وُضع لمعنى خاص بل عمّت معانيه، وما أُحكمتْ مبانيه، وكذلك يكيدون كالمفترين. وإذا قيل لهم إن هذا اللفظ ما جاء في القرآن كتاب اللّٰه الرحمن إلّا للإماتة وقبضِ الأرواح المرجوعة، لا لقبضِ الأجسام العنصرية،

اللہ تعالیٰ نے اپنے قول فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي سے (وفاتِ مسیح کے عقیدہ) کو پکا کر دیا ہے۔ اس لئے اے وہ شخص جس نے مجھے اذیّت دی اور مجھے کافروں میں سے گردانا تو اس بارے میں غور کر۔ اور یہ وہ نصِّ صریح ہے جسے کسی مخالف کا قول احادیث سے ردّ نہیں کرسکتا اور نہ ہی میدان میں کسی مخالف کا تیر اسے مجروح کرسکتا ہے۔ سوائے ظالم کے اس کا کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ وہ لوگ جن کے فکر کے سوتے خشک ہو چکے ہوں اور اُن کی نگاہیں کمزور اور کوتاہ ہوں وہ کتاب اللہ اور اُس کے واضح دلائل پر نگاہ نہیں ڈالتے اور وہ اُس شخص کی طرح سرگرداں ہیں جو اپنی جاہلانہ باتوں کا تابع ہو اور پاگلوں جیسی گفتگو کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ لفظ توفّی خاص معنٰی کے لئے وضع نہیں کیا گیا بلکہ اس کے معانی عام ہیں اور اس کی بنیادیں مضبوط نہیں اور وہ اس طرح مفتریوں کی طرح فریب کرتے ہیں۔ اور جب ان سے یہ کہا جائے کہ رحمٰن خدا کی کتاب قرآن میں یہ لفظ جہاں بھی وارد ہوا ہے وہاں اس کے معنٰی صرف اور صرف مارنے اور دمِ واپسیں رُوح کے قبض کرنے کے ہوتے ہیں نہ کہ اَجسامِ عُنصری کے قبض کرنے کے۔

فکیف تصرّون علی معنی ما ثبت من کتاب اللّٰہ وبیان خیر المرسلین صلی اللّٰہ علیہ وسلم؟ قالوا إنّا ألفینا آباء نا علی عقیدتنا ولسنا بتارکیھا إلی أبد الآبدین.

پھر تُم کس طرح اُن معنوں پر اِصرار کرتے ہو جو کتاب اللہ اور خیر المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان سے ثابت نہیں؟ تو وہ اِس کے جواب میں کہتے ہیں کہ ہم نے تو اپنے آباء واجداد کو اپنے اس عقیدے پر پایا۔ اور ہم اس کو ابدالآباد تک نہیں چھوڑ سکتے۔

ثم إذا قیل لھم إن خاتم النبیین وأصدق المفسرین فسّر ھکذا لفظ التوفّی فی تفسیر ھذہ الآیة؛ أعنی تَوَفَّیْتَنی، کما لا یخفی علی أھل الدرایة، وتبعہ ابن عباس لیقطع عرق الوسواس، وقال متوفِّیك ممیتُك، فلِمَ تترکون المعنی الذی ثبت مِن نبیّ کان أوّل المعصومین، ومِن ابن عمّہ الذی کان من الراشدین المھدیین؟ قالوا کیف نقبل ولم یعتقد بھذا آباؤنا الأوّلون؟ وما قالوا إلّا ظلمًا وزورًا ومن الفِرْیة

پھر جب اُن سے کہا جائے کہ سب سے زیادہ سچے مفسر خاتم النبیّینؐ نے اِس آیت کی تفسیر میں لفظ توفّی یعنی تَوَفَّیْتَنِیْ کی یہی تفسیر کی ہے جیسا کہ اہلِ دانش پر مخفی نہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِن کا تتبّع کیا ہے تا کہ وہ اِس طرح کے وسوسوں کی جڑ کاٹ دیں۔ اور اُنہوں نے مُتَوَفِّیْكَ کے معنے مُمِیْتُكَ کے کئے ہیں۔ تو پھر تم کیوں ان معنوں کو چھوڑتے ہو جو اوّل درجے کے معصوم نبی (صلّی اللہ علیہ وسلّم) سے اور آپؐ کے چچا زاد سے جو اعلیٰ پایہ کے صاحب رشد و ہدایت تھے، ثابت ہیں؟ تو کہتے ہیں کہ ہم کیسے تسلیم کریں جبکہ ہمارے گزشتہ آباء و اجداد اس پر اعتقاد نہیں رکھتے تھے۔ اُنہوں نے جو کچھ کہا ہے وہ محض ظلم، جھوٹ اور افتراء ہے

﴿۴﴾

ولـم يـحيـطـوا آراءَ سـلفِ الأمّة إلّا الـذيـن قـربـوا مـنهـم مـن الـمخـطـيـن، وما تبعوا إلا الـذيـن ضـلّـوا من قبل من فَيُجٍ أعـوَجَ ومـن قـوم مـحـجـوبين. فـمـا زالـوا آخـذيـن بـآثـارهـم حتـى حـصـحص الحق، فرجع بـعـضهـم متندّمين. وأمّا الذين طبَع اللّٰـه عـلـى قـلـوبهـم فـمـا كـانـوا أن يـقبـلـوا الـحق ومـا نـفـعهـم وعـظ الـواعـظيـن. والـعـلـمـاء الـراسخون يبكون عـليهـم ويـجـدونهـم عـلـى شفا حفرة نائمين.

يـا حسرة عليهم! لِمَ لا يفكّرون فـی أنفسهم أن لفظ التوفّی لفظٌ قد اتـضـح معناه من سلسلة شواهد القرآن، ثم من تفسير نبیّ الإنس ونبیّ الجانّ، ثم مِن تفسير صحابیّ جليل الشان، ومَن فسّر القرآن برأيه فهو ليس بمؤمن بل هو أخ الشيطان،

اور اُنہوں نے اسلافِ اُمّت کی آراء کا احاطہ نہ کیا سوائے اُن غلطی خوردہ لوگوں کے جو اُن سے زیادہ قریب تھے۔ اور انہوں نے صرف فَیُجِ اَعْوَجْ کے اُن لوگوں کی اتباع کی جو پہلے ہی گمراہ ہوگئے اور وہ محروم قوم میں سے تھے۔ وہ اُن لوگوں کے اقوال اختیار کرتے چلے گئے تا آنکہ حق واضح ہوگیا پھر اُن میں سے بعض نے تو پشیمان ہو کر رجوع کر لیا۔ البتہ جن کے دلوں پر اللہ نے مُہر لگا دی تھی تو وہ نہ تو حق کو قبول کرنے والے ہوئے اور نہ ہی واعظین کے وعظ نے اُنہیں کوئی فائدہ پہنچایا۔ ہاں راسخ فی العلم علماء اُن کی حالت پر روتے ہیں اور اُنہیں (ہلاکت کے) گڑھے کے کنارے پر سوئے ہوئے پاتے ہیں۔

وائے حسرت اُن پر! وہ اپنے دلوں میں کیوں نہیں سوچتے کہ تَوَفّی کے لفظ کے معنے قرآنی شواہد کے تواتر، اِنس و جِنّ کے نبی (صلّی اللہ علیہ وسلم) نیز آپؐ کے جلیل القدر صحابی کی تفسیر کے ذریعہ واضح ہو گئے ہیں۔ اور جو قرآن کی من مانی تفسیر کرتا ہے وہ مومن نہیں بلکہ شیطان کا بھائی ہے۔

فــأى حــجة أوضــحُ من هذا إن كــانوا مؤمنين؟ ولو جاز صرفُ ألفاظ تحكُّمًا من المعانى المرادة الـمتـواتـرة، لارتفع الأمان عن اللغة والشرع بالكلية، وفسدت العقائد كلها، ونزلت آفات على الـملّة والدّين. وكل ما وقع فى كلام العرب من ألفاظ وجب علينا أن لا ننحت معانيها من عند أنفسنا، ولا نـقدِّم الأقلّ على الأكثر إلا عـنـد قرينة يوجب تقديمه عند أهل المعرفة، وكذلك كانت سُنن المجتهدين.

ولـما تفرقت الأمّة على ثلٰث وسبعيــن فِرقة من الملّة، وكلٌّ زعـم أنــه مـن أهل السنّة، فأىُّ مـخـرج مـن هذه الاختلافات، وأىّ طــريــق الـخـلاص مـن الآفـات مـن غيـر أن نـعتـصـم بحبل اللّٰه المتين؟ فعليكم معاشر الـمـؤمـنيـن بـاتبـاع الفرقـان،

اگر وہ فی الواقعہ مومن ہیں تو اِس سے بڑھ کر اور کون سی دلیل واضح ہوسکتی ہے اور اگر الفاظ میں اُن کے مقصودہ، متواترہ معانی سے از راہِ تحکّم تصرّف کرنا جائز ہوتو پھر لغت اور شرع سے کلیۃً امان اُٹھ جائے گی اور سب عقائد بگڑ جائیں گے اور ملّت اور دین پر آفات نازل ہو جائیں گی۔ اور جب بھی کلامِ عرب میں کوئی لفظ آئے تو ہم پر لازم ہے کہ اپنی طرف سے اس کے معانی نہ گھڑیں اور قلیل (الاستعمال) معانی کو کثیر (الاستعمال) معانی پر مقدم نہ کریں سوائے اِس کے کہ کوئی ایسا قرینہ موجود ہو جو اہلِ معرفت کے نزدیک اُس معنٰی کو مقدّم کرنا واجب کر دے اور یہی طریق کار ہمیشہ مجتہدین کا رہا ہے۔

اور جب امت مسالک کے لحاظ سے تہتر فرقوں میں بَٹ گئی اور ہر ایک نے یہ سمجھا کہ وہ اہلِ سنّت میں سے ہے تو اِن اختلافات سے نکلنے کی کون سی راہ ہے اور اِن آفات سے چھٹکارا حاصل کرنے کا اور کون سا طریق ہے۔ سوائے اِس کے کہ ہم اللہ کی محکم رسّی کو مضبوطی سے تھام لیں۔ پس اے مومنوں کے گروہو! تم پر فرقانِ (حمید) کی اتباع لازم ہے

ومن تبعه فقد نجا من طرق الخسران. ففكّروا الآن، إن القرآن يتوفّى المسيح ويكمل فيه البيان، وما خالفه حديث في هذا المعنى بل فسّره وزاد العرفان، وتقرأ في البخارى والعينى وفضل البارى أن التوفّى هو الإماتة، كما شهد ابنُ عبّاس بتوضيح البيان، وسيّدُنا الذى إمام الإنس ونبىّ الجانّ، فأىّ أمرٍ بقى بعده يا معشر الإخوان وطوائف المسلمين؟

وقد أقرّ المسيح فى القرآن أن فساد أمّته ما كان إلا بعد موته، فإن كان عيسى لم يمت إلى الآن، فلزمك أن تقول إن النصارى ما أفسدوا مذهبهم إلى هذا الزمان. والذين نحتوا معنى آخر للتوفّى فهو بعيد عن التشفّى، وإن هو إلا من أهوائهم، وفساد آرائهم،

اور جس نے اِس کی اتباع کی تو وہ یقیناً گھاٹے کی راہوں سے نجات پا گیا۔ لہٰذا اب غور کرو کہ قرآن کریم، مسیحؑ کو مارتا ہے اور اس کے بارہ میں اپنے بیان کو مکمل کرتا ہے اور کوئی حدیث بھی اِس معنٰی میں قرآن کی مخالف نہیں بلکہ وہ اِس کی تفسیر کرتی اور عرفان بڑھاتی ہے۔ تم بُخاری، عَینی اور فضل الباری میں پڑھتے ہو کہ توفّی کے معنٰی مارنے کے ہیں۔ جیسا کہ (حضرت) ابنِ عباسؓ اور ہمارے آقا (محمد ﷺ) نے جو تمام انس و جنّ کے امام اور نبی ہیں۔ واضح بیان کے ساتھ اس کی شہادت دی ہے۔ تو پھر اے بھائیو اور مسلمانوں کے گروہو! اس کے بعد اور کون سی بات باقی رہ جاتی ہے؟

قرآن میں مسیح کا یہ اقرار موجود ہے کہ اُن کی موت کے بعد ہی ان کی اُمت میں بگاڑ ظاہر ہوا۔ پھر اگر عیسیٰ (علیہ السلام) اب تک فوت نہیں ہوئے تو تمہیں لازماً یہ ماننا پڑے گا کہ نصاریٰ نے اب تک اپنے مذہب کو نہیں بگاڑا اور جن لوگوں نے توفّی کے کوئی اور معنٰی گھڑ لئے ہیں تو ایسے معنٰی نا قابلِ اطمینان ہیں اور یہ صرف اور صرف ان کی خواہشات اور اُن کے خیالات کا فتور ہے۔

ما أنزل اللّٰه به من سلطان، كما لا يخفى على أهل الخبرة وقلبٍ يقظان. وإن لم ينتهوا حقدًا، وأصرّوا على الكذب عمدًا، فليُخرجوا لنا على معناهم سندًا، وليأتوا من اللّٰه ورسوله بشرح مستند إن كانوا صادقين. وقد عرفتم أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ما تكلَّمَ بلفظ التوفّي إلا في معنى الإماتة، وكان أعمقَ الناس علما وأوّلَ المبصرين. وما جاء في القرآن إلّا لهذا المعنى، فلا تحرّفوا كلمات اللّٰه بخيال أدنٰى، ولا تقولوا لما تصِف ألسنتُكم الكذبَ ذلك حق وهذا باطل، واتقوا اللّٰه إن كنتم متقين.

لِمَ تتبعون غلطًا ورجمًا بالغيب، ولا تبغون تفسير مَن هو منزّه من العيب وكان سيّدَ المعصومين؟ فاجتنبوا مثل هذه التعصّبات،

جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔ جیسا کہ یہ امر اہل علم اور بیدار دل رکھنے والوں پر مخفی نہیں۔ اگر وہ کینہ رکھنے کی وجہ سے باز نہ آئے اور عمدًا جھوٹ پر اصرار کرتے رہے تو اُن کو (اپنے) معانی کے لئے کوئی سند ہمارے سامنے پیش کرنی چاہئے یا اگر وہ سچے ہیں تو اللہ اور اُس کے رسول کی کوئی مستند شرح سامنے لائیں اور یہ تو تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے توفّی کا لفظ صرف اِمَاتَت (موت دینا) کے معنٰی میں بولا ہے۔ اور آپؐ تمام انسانوں میں سب سے گہرا علم رکھنے والے اور اوّل درجہ کے صاحب بصیرت تھے۔ قرآن میں بھی لفظ توفّی اِن ہی معنوں میں آیا ہے۔ اس لئے تم اللہ کے کلمات میں (اپنے) گھٹیا خیال سے تحریف نہ کرو اور تم ان چیزوں کے بارے میں جن کے متعلق تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ نہ کہو کہ وہ حق ہے اور یہ باطل ہے۔ اگر تم متقی ہو تو اللہ سے ڈرو۔

﴿۵﴾ تم غلط اور اٹکل پچو (عقیدہ) کے پیچھے کیوں لگے ہوئے ہو اور اُس کی تفسیر کو پسند نہیں کرتے جو ہر عیب سے منزّہ اور تمام معصوموں کا سردار ہے ﷺ پس اِس قسم کے تعصّبات سے اجتناب کرو۔

واذكروا الموت يا دُودَ الممات، أتُتركون في الدنيا فرحين؟ فاذكروا يومًا يتوفّاكم اللّٰه ثم تُرجعون إليه فُرادى فُرادى، ولا ينصركم مَن خالف الحق وعادى، وتُسألون كالمجرمين.

وأمّا قول بعض الناس من الحُمُقٰى أن الإجماع قد انعقد على رفع عيسى إلى السماوات العُلٰى بحياته الجسمانى لا بحياته الروحانى، فاعلم أن هذا القول فاسد ومتاع كاسد، لا يشتريه إلّا من كان من الجاهلين. **فإنّ المراد من الإجماع إجماع الصحابة، وهو ليس بثابت في هذه العقيدة**، وقد قال ابن عباس متوفّيك مميتُك، فالموت ثابت وإن لم يقبل عفريتُك. وقد سمعتَ يا من آذيتنى أن آية فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنى تدل بدلالة قطعية و عبارة واضحة أن الإماتة التى ثبتت من تفسير ابن عباس،

اے موت کے کیڑو! موت کو یاد رکھو۔ (کیا تم سمجھتے ہو کہ) تمہیں دنیا میں یونہی شاداں وفرحاں چھوڑ دیا جائے گا۔ اُس دن کو یاد کرو جب اللہ تمہیں وفات دے گا پھر تم اُس کی طرف ایک ایک کر کے لوٹائے جاؤ گے۔ اور کوئی بھی حق کا مخالف اور دشمن تمہاری مدد نہ کر سکے گا اور تم سے مجرموں کی طرح باز پُرس کی جائے گی۔

رہا بعض احمق لوگوں کا یہ قول کہ عیسٰیؑ کے روحانی زندگی کے ساتھ نہیں بلکہ جسمانی زندگی کے ساتھ بلند آسمانوں کی طرف رفع پر اجماع ہو چکا ہے، پس تو جان لے کہ یہ قول محض ایک لغو بات اور ایک گھٹیا سودا ہے جسے صرف جاہل ہی خرید سکتا ہے۔ اِجْمَاع سے مراد اجماع صحابہ ہے۔ اور وہ اس عقیدہ میں ثابت نہیں ہے۔ حضرت ابنِ عباسؓ نے مُتَوَفِّيْكَ کے معنٰی مُمِيْتُكَ کے کئے ہیں۔ پس موت تو ثابت ہے خواہ تیرا بھوت اس کو قبول نہ کرے۔ اے وہ شخص جس نے مجھے تکلیف دی ہے! تم نے یہ سنا ہے کہ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِىْ کی آیت دلالتِ قطعیہ اور واضح عبارت سے اِس امر کی طرف رہنمائی کرتی ہے کہ جو وفات حضرت ابنِ عباسؓ کی تفسیر سے ثابت ہوتی ہے

قد وقعت وتمّت وليس بواقع كما ظن بعض الناس. أفأنت تظن أن النصارى ما أشركوا بربهم وليسوا في شرك كالأسارى؟ وإن أقررت بأنهم قد ضلّوا وأضلّوا، فلزمك الإقرار بأنّ المسيح قد مات وفاتَ، فإنّ ضلالتهم كانت موقوفة على وفاة المسيح، فتفكّر ولا تُجادل كالوقيح. وهذا أمر قد ثبت من القرآن، ومن حديث إمام الإنس ونبيّ الجانّ، فلا تسمع رواية تخالفها، وإن الحقيقة قد انكشفت فلا تلتفت إلى من خالفها، ولا تلتفت بعدها إلى رواية والراوي، ولا تُهلك نفسَك من الدعاوي، وفكِّر كالمتواضعين.

وہ وقوع پذیر ہوگئی اور پایہ تکمیل کو پہنچ گئی نہ یہ کہ وہ واقع ہونے والی ہے جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ نصاریٰ نے اپنے ربّ کے ساتھ شریک نہیں ٹھہرایا؟ اور کیا وہ قیدیوں کی طرح اس کے دام میں گرفتار نہیں ہیں؟ اگر تم یہ اقرار کرتے ہو کہ وہ گمراہ ہو چکے ہیں اور دوسروں کو بھی انہوں نے گمراہ کیا ہوا ہے تو پھر لازمی طور پر تمہیں اِس کا بھی اقرار کرنا ہوگا کہ مسیح مر گئے اور فوت ہو گئے۔ کیونکہ ان (نصاریٰ) کی گمراہی مسیح کی وفات پر موقوف تھی اس لئے غور کر اور بے حیاؤں کی طرح فضول بحث نہ کر۔ اور یہ (وفات مسیح کا) معاملہ قرآن اور اِنس وجِنّ کے امام اور نبی (حضرت محمد رسول اللہ ﷺ) کی حدیث سے ثابت شدہ ہے۔ اِس لئے تمہیں کسی ایسی روایت پر کان نہیں دھرنے چاہئیں جو اِن کے مخالف ہو۔ حقیقت تو کھل کر سامنے آ چکی۔ اِس لئے تم کسی ایسے شخص کی طرف توجہ مت دو جو ان کا مخالف ہے اور نہ ہی تم اِس کے بعد کسی روایت اور راوی کی طرف توجہ دو۔ ان دعاوی کے باعث اپنے تئیں ہلاک نہ کر۔ اور عاجزی اختیار کرنے والوں کی طرح غور وفکر کر۔

هـذا مـا ذكّـرنـاك من النبی والـصـحـابة لـنـزيل عنك غشاوة الاسترابة، وأما حقيقة إجـماع الـذين جاء وا بعدهم، فـنُـذكّـرك شيئا من كَلِمِهم، وإن كنتَ من قبل من الغافلين.

فـاعـلـم أن الإمـام البخارى، الـذى كـان رئيـس المحدِّثين من فـضـل البـارى، كـان أول الـمـقِـرّين بوفاة المسيح، كما أشـار إليـه فـى الـصـحيح، فإنه جـمَـع الآيتيـن لهـذا الـمـراد، ليتـظـاهـرا ويـحـصـل الـقوة لـلاجتهـاد. وإن كنتَ تزعم أنه مـا جـمـع الآيتيـن المتباعدتين لهـذه الـنيّة، وما كان له غرض لإثبـات هـذه العقيدة، فبيِّنْ لِمَ جمع الآيتين إن كنتَ من ذوى الـعـيـنيـن؟ وإن لـم تبيّـن، ولـن تبيّـن، فـاتّـق الله ولا تُصرّ على طرق الفاسقين.

یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کرام کا وہ (عقیدہ) ہے جو ہم نے تجھے یاد دلایا ہے تا کہ ہم تجھ سے شکوک کا پردہ ہٹا دیں۔ صحابہ کے بعد آنے والے لوگوں کے اجماع کی حقیقت کا جہاں تک تعلق ہے تو اُن کی بعض باتوں کا ذکر ہم آئندہ تم سے کریں گے۔ اگر چہ تم اِس سے پہلے محض غافل تھے۔

جان لو کہ امام بخاریؒ جو اللہ کے فضل سے رئیس المحدّثین تھے وہ وفاتِ مسیح کا سب سے پہلے اقرار کرنے والے تھے۔ جیسا کہ انہوں نے اپنی صحیح میں اِس کی جانب اشارہ فرمایا ہے۔ انہوں نے ان دو آیتوں (اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ [1]۔ فَلَمَّا تَـوَفَّيۡتَنِیۡ [2]) کو اِس غرض سے جمع کیا تھا تا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو تقویت دیں اور اجتہاد مضبوط ہو اور اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ اُنہوں نے ان دو متباعد آیتوں کو اِس نیت سے جمع نہیں کیا تھا اور اُن کی غرض اِس عقیدہ (وفاتِ مسیح) کو ثابت کرنے کی نہیں تھی۔ تو پھر اگر تم چشمِ بصیرت رکھتے ہو تو بتاؤ کہ اُنہوں نے اِن دو آیتوں کو کیوں جمع کیا؟ اور اگر تم اس کی وضاحت نہ کر سکو اور تم ہرگز نہیں کر سکو گے تو پھر اللہ سے ڈرو اور فاسقوں کی راہوں پر چلنے پر اصرار نہ کرو۔

[1] ال عمران: ۵۶ [2] المائدة: ۱۱۸

ثـم بعد البخاری انظروا یا ذوی الأبـصـار، إلی کتابکم المسلّم ’’مـجـمَـع البـحـار‘‘ فـإنـه ذکر اختـلافـات فی أمر عیسی علیه السـلام، وقـدّم الحیاة ثم قال: وقـال مـالك مـات. فـانظروا ’’المجمع‘‘ یا أهل الآراء، وخذوا حـظّا من الحیاء، هذا هو القول الذی تکفرون به وتقطعون ما أمر الـلّٰه به أن یوصل وبـاعدتم عن مقام الا تّقاء، ألیس منکم رجل رشید یا معشر المفتتنین؟ وجاء فی الطبرانی والمستدرك عن عائشة قالت قال رسول اللّٰه صلعم إن عیسی بن مریم عاش عشرین ومائة سنة. ثمّ بعد هذه الشهادات، انـظروا إلی ابن القیّم المحدّث الـمشهـود له بالتدقیقات، فإنه قال فی ’’مدارج السالکین‘‘ إنّ موسٰی وعیسٰی لو کانا حیَّین ما وسعهم إلا اقتداء خاتم النبیّین.

اے صاحب بصیرت لوگو! پھر بخاری کے بعد تم اپنی مسلّمہ کتاب ’’مـجـمـع البحار‘‘ پر غور کرو۔ اُس نے (حضرت) عیسٰی علیہ السلام کے معاملے میں اختلافات کا ذکر کیا ہے۔ اور پہلے ان کی حیات کا ذکر کیا ہے اور پھر کہا ہے کہ مالکؒ فرماتے ہیں کہ وہ فوت ہوگئے۔ اے اہلِ دانش! مـجـمـع البحار کو دیکھو اور کچھ حیا سے کام لو۔ یہ ہے وہ قول جس کا تم انکار کر رہے ہو اور وہ چیز جس کے متعلق اللہ نے مِلانے کا حکم دیا ہے اُسے قطع کرتے ہو۔ اور تقویٰ کے مقام سے دور ہٹ گئے ہو۔ اے فتنہ پردازو! کیا تم میں ایک بھی عقل والا نہیں؟ طبرانی اور مستدرک میں (حضرت) عائشہؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسٰی ابن مریم ایک سو بیس سال زندہ رہے۔ پھر ان شہادتوں کے علاوہ ابن القیّم المحدّث کی جانب نظر دوڑاؤ جن کی باریک بینی کا ایک عالم گواہ ہے۔ اُنہوں نے اپنی کتاب مدارج السّالکین میں فرمایا ہے کہ اگر موسٰیؑ اور عیسٰیؑ زندہ ہوتے تو اُنہیں حضرت خاتم النّبیّین صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔

﴿۶﴾

ثــم بــعــد ذلك انـظـروا فـى الـرسـالة ”الـفـوز الكبير وفتح الــخبيــر“ التــى هــى تـفسيـر الـقــرآن بـأقوال خيـر البـريّة، وهــى مـن ولــى الـلّٰـه الدهلوى حـكيـم الـملّة، قـال متوفّيك مـميتُك. ولـم يـقل غيرها من الكلمة، ولم يذكر معنى سواها اتّبـاعـا لمعنى خرج من مشكاة الـنبوّة. ثم انظر فى ”الكشّاف“ واتــق الـلّٰــه ولا تَـخُتَـرُ طـرق الاعتساف كمجترئين.

ثم بعد ذلك تعلمون عقيدة الـفِـرق الـمعتــزلة، فـإنهم لا يـعتـقـدون بحيات عيسٰى، بل أقرّوا بموته وأدخلوه فى العقيدة. ولا شك أنهـم مـن الـمذاهب الإسـلامية، فإن الأمّة قد افترقت بـعـد الـقرون الثلاثة، ولا ينكر افتـراق هـذه الملّة، والمعتزلة أحـد مـن الـطـوائف المتفرّقة.

اس کے بعد رسالہ الفوز الکبیر وفتح الخبیر پر غور کرو جو خیر البریہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال سے ہی قرآن کی تفسیر ہے اور حکیم الملّت (حضرت) شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی کی تالیف ہے۔ وہ فرماتے ہیں مُتَوَفِّیْكَ: مُمِیْتُكَ اُنہوں نے اِس کلمہ کے سِوا اور کچھ نہیں کہا اور مشکوٰۃ نبوت سے اخذ ہونے والے معنی کی اتباع کرتے ہوئے نہ ہی اِس کے سِوا کسی اور معنی کا ذکر کیا ہے۔ پھر (علاّمہ زمخشری کی کتاب) کشّاف کو دیکھ اور اللہ سے ڈر اور ظلم کی راہوں کو بے باکوں کی طرح اختیار نہ کر۔

پھر تم اس کے بعد معتزلہ کے فرقوں کا عقیدہ جانتے ہو کہ وہ حیاتِ مسیح کا عقیدہ نہیں رکھتے بلکہ اُنہوں نے اُن کی وفات کا اقرار کیا ہے اور اِسے اپنے عقیدہ میں داخل کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اسلامی مسالک میں سے ہیں۔ کیونکہ تیسری صدی کے بعد اُمت فرقوں میں بٹ گئی تھی۔ اور اِس ملّت کے گروہوں میں بٹنے سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اور معتزلہ بھی اُن متفرق فرقوں میں سے ایک ہے۔

وقال الإمام عبد الوهاب الشعرانی المقبول عند الثقات، فی کتابه المعروف باسم ''الطبقات'' وکان سیدی أفضل الدین رحمه اللّٰه یقول کثیر من کلام الصوفیة لا یتمشی ظاهره إلا علی قواعد المعتزلة والفلاسفة، فالعاقل لا یُبادر إلی الإنکار بمجرّد عزاء ذلك الکلام إلیهم، بل ینظر ویتأمل فی أدلّتهم. ثم قال ورأیت فی رسالة سیدی الشیخ محمد المغربی الشاذلی اعلم أن طریق القوم مبنی علی شهود الإثبات، وعلی ما یقرب من طریق المعتزلة فی بعض الحالات. هذا ما نقلنا من لواقح الأنوار، فتدبّر کالأخیار، ولا تعرض کالأشرار، ولا تختر سبیل المعتدین.

وإن قلتَ إن الإجماع قد انعقد علی عدم العمل بالمذاهب المخالفة للأئمّة الأربعة، فقد بیّنّا لك حقیقة الإجماع، فلا تصُلُ کالسِّباع،

امام عبد الوہاب شعرانیؒ جو مستند علماء کے ہاں بہت مقبول ہیں وہ اپنی مشہور کتاب الطبقات میں فرماتے ہیں کہ ''میرے بزرگ افضل الدین رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ صوفیاء کا اکثر کلام ظاہراً معتزلہ اور فلاسفہ کے قواعد پر ہی چلتا ہے۔ پس کوئی عقل مند شخص صرف اِس وجہ سے کہ یہ علم کلام اُن (معتزلہ) کی طرف منسوب ہوتا ہے اس کے انکار میں جلدی نہیں کرے گا۔ بلکہ وہ اُن کے اِن دلائل پر پورا پورا غور وفکر کرے گا۔ پھر وہ (امام شعرانیؒ) فرماتے ہیں کہ سیدی الشیخ محمد المغربی الشاذلی کے رسالہ میں مَیں نے یہ دیکھا ہے۔ جان لو کہ قوم (صوفیاء) کا طریق اثباتِ حق کے یقین پر مبنی ہے اور بعض حالات میں وہ معتزلہ کے طریق کے قریب ہے۔ یہ ہم نے لواقح الانوار سے نقل کیا ہے۔ پس برگزیدہ لوگوں کی طرح غور کر۔ اور شریروں کی طرح اعراض نہ کر اور حد سے تجاوز کرنے والوں کی راہ اختیار نہ کر۔

اگر تم یہ کہو کہ ائمہ اربعہ کے مخالف مذاہب پر عمل نہ کرنے پر اجماع ہو چکا ہے تو ہم تمہارے لئے اس اجماع کی حقیقت بیان کر چکے ہیں۔ پس تو درندوں کی طرح حملہ آور نہ

وفكِّرْ كأولى التقوى والارتياع، وذَكِّر قول الإمام أحمد الذى خاف الله وأطاع، قال من ادّعى الإجماع فهو من الكاذبين. ومع ذلك نجد كثيرا من الاختلافات الجزئية فى الأئمّة الأربعة، ونجدها خارجة من إجماع الأئمّة، فما تقول فى تلك المسائل وفى قائلها؟ أأنت تقرّ بغوائلها، أو أنت تجوّز العمل عليها والتمسك بها ولا تحسبها من خيالات المتبدِّعين؟ وأنت تعلم أن الإجماع ليس معها ومع أهلها، وكل ما هو خارج من الإجماع فهو عندك فاسد ومتاع كاسد، وتحسب قائلها من الملحدين الدجّالين. وإن كنتَ تزعم أن الإجماع قد انعقد على حيات عيسى المسيح بالسند الصحيح والبيان الصريح، فهذا افتراء منك ومن أمثالك،

ہو بلکہ متقیوں اور پرہیزگاروں کی طرح سوچ۔ نیز امام احمدؒ جو خوفِ خدا رکھنے والے اور اُس کے اطاعت گزار تھے اُن کے اس قول کو بھی یاد رکھ۔ اُنہوں نے فرمایا کہ جو اجماع کا دعویٰ کرے وہ جھوٹوں میں سے ہے۔ علاوہ ازیں ہم ائمہ اربعہ میں بہت سے جزوی اختلافات پاتے ہیں اور انہیں ائمہ کے اجماع سے خارج پاتے ہیں۔ پس ان مسائل اور ان کے قائلین کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟ کیا تم ان مسائل کی ہلاکت آفرینیوں کے اقراری ہو یا ان پر عمل کرنے اور اُن پر مضبوطی سے جم جانے کو جائز قرار دیتے ہو؟ اور انہیں بدعتیوں کے خیالات تصور نہیں کرتے؟ اور تم جانتے ہو کہ اجماع اِس عقیدے کا اور اس عقیدے کے حاملین کا ساتھ نہیں دیتا۔ جبکہ ہر وہ أمــر جو اجماع سے خارج ہو وہ تمہارے نزدیک فاسد اور نکما مال ہے اور اِس (عقیدہ) کے قائلین کو تم ملحد و دجّال سمجھتے ہو اور اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ سندِ صحیح اور بیان صریح سے عیسیٰ المسیح کی حیات پر اجماع ہو چکا ہے تو یہ تمہارا اور تمہارے جیسوں کا افترا ہے۔

ألا لعنة اللّٰه على الكاذبين المفترين. أيّها المستعجلون لِمَ تسعون مكذبين؟ ومن أعظم المهالك تكذيب قوم كُشِف عليهم ما لم يُكشف على غيرهم من دقائق سبيل الحق واليقين. وكم من أُناس ما أهلكهم إلّا ظنونهم، وما أرداهم إلّا سبّ الصادقين. دخلوا حضرة أهل اللّٰه مجترئين، وما كان لهم أن يدخلوها إلا خائفين.

وإن المنكرين رموا كل سهم وتبعوا كل وهم، فما وجدوا مقاما في هذا الميدان، وجاهدوا كل جهد فما بقي عندهم سوى الهذيان، فلما انثلت الكنائن، ونفدت الخزائن، ولم يبق مفرّ ولا مآب، ولا ثنية ولا ناب، مالوا إلى السبّ والتكفير، والمكر والتزوير، لعلهم يغلبون بهذا التدبير،

یاد رکھو کہ جھوٹے مفتریوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ اے جلد بازو! کیوں تکذیب کرتے پھرتے ہو۔ اور سب سے بڑی ہلاکت اُن لوگوں کی تکذیب کرنا ہے جن پر راہِ حق و یقین کی باریکیوں میں سے وہ انکشافات ہوئے جو اُن کے سوا دوسروں پر نہیں ہوئے تھے۔ کتنے ہی لوگ ہیں جنہیں صرف ان کی بدظنیوں نے ہی ہلاک کیا اور صادقوں کو گالیاں دینے نے انہیں تباہ کیا۔ یہ اہل اللہ کے حضور بے باکی سے داخل ہوئے ۔ حالانکہ اُنہیں وہاں ڈرتے ہوئے داخل ہونا چاہیئے تھا۔

منکروں نے ہر تیر چلایا اور ہر وہم کی پیروی کی لیکن وہ اس میدان میں ٹھہر نہ سکے۔ اور اُنہوں نے انتہائی کوشش کی لیکن بیہودہ گوئی کے سوا اُن کے پاس کچھ نہ رہا پس جب (اُن کے) ترکش خالی ہو گئے اور خزانے ختم ہو گئے اور اُن کے لئے بھاگنے اور پناہ لینے کی کوئی جگہ باقی نہ رہی اور ان کے دانت رہے نہ کچلیاں تو اُنہوں نے سبّ وشتم، تکفیر اور مکر وفریب کی جانب رُخ کیا۔ اس اُمید سے کہ وہ اس تدبیر سے غالب آ جائیں گے۔

﴿۷﴾

حتی اجترأ بعض الناس من وساوس الوسواس الخنّاس علی أن یخدع بعض العوام بصریر الأقلام، فألّف کتابا لھذا المرام، وقیّض القدر لھتك سترہ أنه أشاع الکتاب بشرط الإنعام، وزعم أنه سکّتَنا وبکّتَنا وأدّی مراتب الإفحام، وصار من الغالبین. فنھضنا لنعجُم عُودَ دعواہ، وماءَ سُقیاہ، ونمزّق الکذّاب وبلواہ، ونُری جنودہ ما کانوا عنه غافلین.

فإن إنعامه أوحشَ الذین ھم کالأنعام، وإعلامه أوھشَ بعضَ العَیُلام، وما علموا خبث قوله وضعف صوله، وحسبوا سرابه کماء معین. وکنتُ آلیتُ أن لا أتوجّه إلّا إلی أمر ذی بال، ولا أضیع الوقت لکل مناضل ونضال،

پھر اُن میں سے ایک شخص نے وسوسہ ڈالنے والے شیطان کے وسوسوں کے زیر اثر اپنا قلم چلا کر عوام کو دھوکا دینے کی جرأت کی اور اِس غرض سے ایک کتاب تالیف کی۔ لیکن خدا کی تقدیر کہ انعام کی شرط پر جو اس نے کتاب شائع کی وہی اُس کی پردہ دری کا باعث بنی۔ اُس نے دعویٰ کیا کہ اُس نے ہمیں خاموش و گنگ کر دیا ہے اور لاجواب کرنے کے تمام مراتب طے کر لئے ہیں اور وہ غالبوں میں سے ہو گیا ہے۔ اِس پر ہم اُٹھ کھڑے ہوئے تا کہ ہم اُس کے دعویٰ کی حقیقت اور اُس کے گھاٹ کے پانی کو پرکھیں اور اُس کذّاب اور اُس کے فساد کو پارہ پارہ کر دیں اور اُس کے لشکر کو وہ کچھ دکھاویں جس سے وہ غافل تھے۔

اُس شخص کے اِس انعام نے حیوان صفت لوگوں کو وحشی بنا دیا اور اُس کے اعلان نے لنگڑ بگڑ صفت لوگوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا اور وہ اُس کی باتوں کی خباثت اور اُس کے حملے کی کمزوری کو نہ جان سکے۔ اور اُنہوں نے اُس کے سراب کو جاری شیریں چشمہ سمجھا اور میں نے یہ قسم کھا رکھی تھی کہ صرف اہم معاملہ کی طرف ہی توجہ کروں گا اور بحث وتمحیص میں وقت ضائع نہیں کروں گا۔ میں نے

ورأيتُ تأليفه مملوّا من الجهلات، ومشحونا من الخزعبلات، ومجموعا من ديدن الغباوة، وموضوعا من قريحة الشقاوة، فمنعتنى عزّةُ وقتى وجلالة همّتى أن ألطّخ يدىّ بدم هذا الدود، وأبعد عن أمر المقصود، ولكنى رأيت أنه يخدع كلَّ غمر جاهل بإراءة إنعامه وتُرّهات كلامه، ولو صمتنا فلا شك أنه يزيد فى اجترامه، ويخدع الناس بتزوير إفحامه، وإنه ولَج الفخّ فنرى أن نأخذه ثم نذبحه للجائعين. وإنه يطير طيران الجراد، ليأكل زرع ربّ العباد، فرأينا لتائيد عين الحقيقة ومجاريها، أن نصطاد هذه الجراد مع ذراريها، ونُنج الخلق من كيد الخائنين. فوالذى حبانا بمحبّته، ودعانا إلى تائيد أحبّته،

اُس شخص (رُسل بابا) کی تالیف کو جاہلانہ باتوں اور خرافات سے بھرا ہوا اور ذہنی پسماندگی کی فطرت کا مجموعہ اور بدبختی کی طینت سے مرکب پایا۔ اس لئے میری عدیم الفرصتی اور عالی ہمتی نے مجھے اِس بات سے روکے رکھا کہ میں اِس کیڑے کے خون سے اپنے ہاتھوں کو آلودہ کروں اور اصل مقصد سے دُور ہو جاؤں۔ لیکن میں نے دیکھا کہ یہ شخص اپنے انعام کی پیشکش سے اور لاف زنیوں سے جاہل اجڈ طبقہ کو فریب دے رہا ہے اور یہ کہ اگر ہم خاموش رہے تو وہ بلا شبہ اپنے جرموں میں اور بڑھ جائے گا اور لا جواب کر کے اپنے جھوٹے دعوے سے لوگوں کو دھوکا دے گا۔ اور یہ کہ شکار دام میں پھنس چکا ہے تو پھر ہم نے یہی مناسب سمجھا کہ اُس (شکار) کو پکڑ کر بھوکوں کے لئے ذبح کر دیں اور یہ کہ وہ ٹڈی دَل کی طرح اُڑ رہا ہے تا وہ بندوں کے رب کی کھیتی چٹ کر جائے تو میں نے حقیقت کے چشمہ اور اس کے جاری پانی کی تائید میں یہی مناسب سمجھا کہ ہم اس ٹڈی اور اُس کے بچوں کا شکار کریں اور خائنوں کے فریب سے خلقِ خدا کو نجات دیں۔ پس اُس ذات کی قسم! جس نے ہمیں اپنی محبت سے نوازا اور اپنے پیاروں کی تائید کے لئے ہمیں بلایا

إنّا لا نرغب فی عطاء هذا الرجل وإنعامه، بل نحسبه فضولا کفضول کلامه، وما نرید إلا أن نُریه جزاء اجترامه، لئلا یغترّ بعض الجهلة من المتعصّبین.

فاعلم یا من ألّف الکتاب ویطلب منّا الجواب، إنا جئناك راغبین فی استماع دلائلك، لننجیك من غوائلك، ونجیح أصل رزائلك، ونریك أنك من الخاطئین. وأنت تعلم أن حمل الإثبات لیس علینا بل علی الذی ادّعی الحیاة ویقول إن عیسی ما مات ولیس من المیّتین. فإن حقیقة الادّعاء اختیار طرق الاستثناء بغیر أدلّة دالّة علی هذه الآراء، أعنی إدخال أشیاء کثیرة فی حکم واحد، ثم إخراج شیء منه بغیر وجه الإخراج وسبب شاهد، وهذا تعریف لا ینکره صبی ولا غبی، إلّا الذی کان من تعصّبه کالمجنونین.

کہ ہمیں اس شخص کی عطا اور انعام میں کوئی دلچسپی نہیں بلکہ ہم اُسے اس کے بیہودہ کلام کی طرح بیہودہ ہی سمجھتے ہیں۔ہم تو بس یہی چاہتے ہیں کہ اس کو اس کے جرم کی سزا دکھا دیں تا کہ بعض متعصب جاہل دھوکا نہ کھائیں۔

پس اے وہ شخص جس نے یہ کتاب تالیف کی ہے اور جو ہم سے جواب مانگتا ہے تجھے معلوم ہو کہ ہم یہ خواہش لے کر تیرے پاس آئے ہیں کہ تیرے دلائل بغور سنیں اور تجھے تیری ہلاکت آفرینیوں سے بچائیں اور تیری کمینگیوں کی جڑ کاٹ کے رکھ دیں اور تجھے بتا دیں کہ تو خطا کار ہے اور یہ تو تُو جانتا ہی ہے کہ بارِ ثبوت ہم پر نہیں۔ بلکہ اُس پر ہے جو حیاتِ مسیح کا مدعی ہے اور یہ کہتا ہے کہ عیسیٰ مرے نہیں اور نہ ہی مردوں میں شامل ہیں۔ دلائل کے بغیر استثناء کے طریق اختیار کرنے کے دعویٰ کی حقیقت ایسی ہی بے بنیاد آراء پر دلالت کیا کرتی ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ بہت سی چیزوں کو حُکمِ واحد میں داخل کرنا اور پھر اُس میں سے کسی چیز کو وجہِ اخراج اور وجہِ ثبوت کے بغیر اس سے خارج کر دینا یہ ایسی تعریف ہے جس کا نہ تو کوئی بچہ انکار کر سکتا ہے اور نہ نادان۔ بجز اُس شخص کے جو جنونیوں جیسا تعصب رکھتا ہو۔

فإذا تقرّر هذا فنقول إنّا اذا نظرنا إلى زمان بُعث فيه المسيح، فشهد النظر الصحيح أنه كل من كان فى زمانه من أعدائه وأحبّائه وجيرانه وإخوانه وخلّانه وخالاته وأمّهاته وعمّاته وأخواته، وكل من كان فى تلك البلدان والديار والعمران، كلهم ماتوا وما نرى أحدا منهم فى هذا الزمان؛ فمَن ادّعى أنّ عيسى بقى منهم حيّا وما دخل فى الموتى فقد استثنٰى، فعليه أن يُثبت هذا الدعوى. وأنت تعلم أن الأدلة عند الحنفيّين لإثبات ادعاء المدّعين اربعة انواع كما لا يخفى على المتفقهين.

الأوّل قطعيّ الثبوت والدلالة وليس فيها شيء من الضعف والكلالة، كالآيات القرآنية الصريحة، والأحاديث المتواترة الصحيحة،

پھر جب یہ بات پختہ طور پر ثابت ہوگئی تو ہم کہتے ہیں کہ جب ہم اُس زمانہ پر نظر ڈالتے ہیں جس میں مسیحؑ مبعوث کئے گئے تو ہماری صحیح نظر اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ آپ کے زمانے کے تمام لوگ، خواہ آپؑ کے دشمن ہوں یا دوست۔ پڑوسی ہوں، بھائی ہوں، یار دوست ہوں، خالائیں ہوں، مائیں ہوں، پھوپھیاں ہوں اور بہنیں ہوں اور وہ سب جو اُن علاقوں، شہروں اور آبادیوں میں بستے تھے وہ سب کے سب مر گئے تھے اور ان میں سے کسی کو بھی ہم اس زمانے میں (زندہ) نہیں دیکھتے۔ پس جو کوئی یہ دعویٰ کرے کہ ان میں سے عیسیٰ زندہ بچ گئے تھے اور مردوں میں داخل نہ ہوئے تو اُس نے اُنہیں مستثنیٰ قرار دیا۔ پس اُس پر فرض ہے کہ وہ اِس دعویٰ کا ثبوت دے۔ اور تم جانتے ہو کہ مدعیوں کے دعویٰ کے ثبوت کے لئے حنفیوں کے نزدیک دلائل کی چار قسمیں ہیں جو اہل فکر سے مخفی نہیں۔

اوّل۔ قَطْعِیُّ الثُّبُوْتِ وَالدَّلَالَةِ جس میں کسی قسم کا کوئی ضعف اور نقص نہ ہو جیسے صریح قرآنی آیات اور احادیثِ متواترہ صحیحہ۔

﴿۸﴾

بشــرط كـونهـا مستغنية من تـأويـلات الـمـؤوّلين، ومنَزّهة عـن تـعـارض وتـنـاقض يوجب الضعف عند المحققين.

الثـانى قـطـعـى الثبوت ظنّى الـدلالة، كـالآيات والأحاديث الـمــأوَّلة مـع تـحـقُّـق الصحّة والأصالة.

الثـالث ظـنّـى الثبوت قطعىّ الــدلالة، كــالأخبــار الآحـــاد الـصـريحة مع قلّة القوّة وشىء من الكلالة.

الرابع ظنّىّ الثبوت والدلالة، كـالأخبـار الآحـاد الـمـحتملة المعانى والمشتبهة.

ولا يـخـفى أن الدليل القاطع القوى هوالنوع الأول من الدلائل، ولا يـمـكـن مِـن دونه اطمينان السائل. فإنّ الظنَّ لا يُغْنى مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا، ولا سبيل له إلى يقين أصلا.

اس شرط کے ساتھ کہ وہ تأویل کرنے والوں کی تأویلات سے بے نیاز اور ایسے تعارض اور تناقض سے پاک ہوں جو محققین کے نزدیک ضعف کا موجب ہو۔

دوم۔ قَطْعِیُّ الثُّبُوْتِ ظَنِّیُّ الدَّلَالَۃِ: جیسے وہ آیات اور احادیث جن کی صحت اور اصالت تو قطعی ہو لیکن اُن کی تأویل کی جاسکتی ہو۔

سوم۔ ظَنِّی الثُّبُوتِ وَ قَطْعِیُّ الدّلَالَۃِ: جیسے وہ اخبارِ احاد (احادیث) جو ہوں تو واضح لیکن زیادہ قوی نہ ہوں اور ان میں کسی قدر نقص پایا جاتا ہو۔

چہارم۔ ظَنِّی الثُّبُوتِ وَالدّلَالَۃِ: ایسی احاد حدیثیں جو کئی معانی پر مشتمل ہوں اور مشتبہ ہوں۔

اور یہ بالکل عیاں ہے کہ دلائل میں سب سے قاطع اور قوی دلیل پہلی قسم ہے اور سائل کو اس کے بغیر اطمینان حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حق کے مقابل میں ظن کی کوئی حقیقت نہیں اور وہ قطعًا یقین کی طرف راہ نہیں پاتا۔

ولم أزل أرقُب رجلا يدّعی اليقين فی هذا الميدان، وأتشوّف إلی خبره فی أهل العدوان، فما قام أحد إلی هذا الزمان، بل فرّوا منی كالجبان، فأودعتهم كاليائسين وانطلقت كالمتفرّدين، إلی أن جاءنی بعد تراخی الأمد، تلك رسالتك يا ضعيف البصر شديد الرمد، ونظرت إليه نظرة وأمعنت فيه طرفة، فعرفت أنه من سقط المتاع، ومما يستوجب أن يُخفَی ولا يُعرض كالبَعاع. ولو غشِيك نور العرفان، وأمعنتَ كرجل له عينان، لسترتَ عوارك، وما دعوت إليه جارك، ولكن اللّٰه أراد أن يُخزيك، ويُری الخلق خزيك، فبارزتَ وأقبلت، وفعلت ما فعلت، وزوّرت وسوّلت، وكتبت فی كتابك الإنعام، لتُرضی به الأنعام،

اور مجھے ہمیشہ ایسے شخص کا انتظار ہی رہا جو اِس میدان میں یقین کا دعویٰ کرتا اور منتظر رہا کہ دشمنوں میں سے کسی ایسے شخص کے متعلق مجھے کوئی اطلاع مل جائے۔ لیکن اِس وقت تک کوئی بھی مقابل پر نہ آیا۔ بلکہ وہ بُزدلوں کی طرح مجھ سے بھاگ نکلے۔ پس میں نے ناامیدوں کی طرح انہیں خیر باد کہہ دیا اور میں تن تنہا ہی چل پڑا تا آنکہ کچھ مدّت کے بعد اے کوتاہ نظر اور بیمار چشم تیرا یہ رسالہ مجھے مِلا اور میں نے اس پر نگاہ ڈالی اور لمحہ بھر غور کیا تو میں نے جانا کہ یہ تو ردّی مال ہے۔ اور لازم ہے کہ اس پر پردہ ہی پڑا رہے۔ اور اسے بطور متاع پیش نہ کیا جائے اور اگر تجھے نورِ عرفان نصیب ہوتا اور تو نے ایک بینا شخص کی طرح غور کیا ہوتا تو تُو خود اپنی عیب پوشی کر لیتا اور اپنے ہمسایہ کو اپنی کمزوری کی طرف نہ بلاتا۔ لیکن منشاءِ الٰہی یہی تھا کہ وہ تجھے رسوا کرے اور مخلوق کو تیری ذلت دکھائے اِس لئے تو مقابلہ کرنے کے لئے سامنے آیا اور جو کرنا تھا وہ تو نے کیا اور مکر وفریب سے کام لیا اور عوام کالانعام کو خوش کرنے کے لئے اپنی کتاب میں انعام کا اِشتہار دے دیا۔

ولكن رتَقتَ وما فتَقت، وخدعتَ فـي كـل مـا نـطـقت، وإنّا نعلم أنك لست من المتموّلين.

ومع ذلك لا نعرف أنك صادق الـوعـد ومـن المتقين، بل نرى خيانتك في قولك كالفاسقين. فما الثقة بأنك حين تُغلب وترتعد ستفي بما تعد؟ وقد صار الغدر كالتحجيل في حلية هذا الجيل، فإن وردت غدير الغدر، فمن أين نـأخذ العَين يا ضيِّقَ الصدر؟ وما نريد أن تُرجع الأمر إلى القضاة ونحتاج إلى عون الولاة، ونكون عرضة للمخاطرات. ونعلم أنك أنـت من بنى غبراء، لا تـملك بيضاء ولا صفراء، فمن أين يخرج العَين مع خصاصتك وإقلالك وقِلّة مالك؟ ومع ذلك للعزائم بدواتٌ، وللعِدات معقّبات، وبيننا وبيـن الـنَـجز عقبات،ولا نأمن وعـدكـم يـا حـزب المبطلين.

لیکن تو نے اسے گرہ بند ہی رہنے دیا اور اسے نہ کھولا اور اپنی ہر گفتگو میں دھوکا دیا اور یہ تو ہمیں معلوم ہی ہے کہ تو مالدار نہیں۔

علاوہ ازیں ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ تو وعدے کا سچا اور متقی ہے بلکہ ہم تیری باتوں میں فاسقوں جیسی خیانت پاتے ہیں۔ پھر اس بات کا کیا اعتبار کہ جب تو مغلوب ہو جائے اور تجھ پر کپکپی طاری ہو جائے تو تُو اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا اور حال یہ ہے کہ وعدہ خلافی اس نسل کے اوصاف میں نمایاں وصف ہے۔ اگر تو خود ہی وعدہ خلافی کے جوہڑ میں اُتر جائے۔ تو پھر اے تنگ دل بتا ہم یہ رقم کہاں سے لیں گے؟ ہم نہیں چاہتے کہ یہ معاملہ منصفوں تک جائے اور ہم حکمرانوں کی مدد کے محتاج ہوں اور ہم خطرات کا ہدف بنیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ تو نادار ہے تیرے پاس سیم و زر نہیں پھر بتا! تیرے فقر، تیری محتاجی اور کم مائیگی کے ہوتے ہوئے یہ نقد مال کہاں سے نکلے گا۔ مزید برآں نئی آراء عزائم کے آڑے آجاتی ہیں اور وعدوں کے راستہ میں موانع ہوتے ہیں۔ ہمارے اور وعدوں کی تکمیل کے درمیان روکیں ہیں۔ اور اے جھوٹوں کے گروہ! ہم تمہارے وعدوں پر اعتبار نہیں کرتے۔

فإن كنتَ من الصادقين لا من الكاذبين الغدّارين، وصدقت في عهد إنعامك وما نويتَ حنثًا في إقامك، فالأمر الأحسن الذي يسرد غواشي الخطرات، ويجيح أصل الشبهات، ويهدي طريقا قاطع الخصومات، أن تجمع مال الإنعام عند رئيس من الشرفاء الكرام، ونحن راضون أن تجمع عند الشيخ غلام حسن أو الخواجه يوسف شاه أو المير محمود شاه قطعًا للخصام، ونأخذ منهم سندًا في هذا المرام، فهل لك أن تجمع عَينك عند رجلٍ سواءٍ بيني وبينك، أو لا تقصد سبيل المنصفين؟ وإنّا لا نعلم مكنون طويّتك، فإن كنت كتبتَ الرسالة من صحة نيّتك، لا من فساد طبيعتك، فقُمْ غيرَ وانٍ ولا لاوٍ إلى عدوان، واعمل كما أمرنا إن كنتَ من الصّادقين.

اگر تو سچوں میں سے ہے اور جھوٹوں اور وعدہ خلافی کرنے والوں میں سے نہیں اور تو اپنے انعام کے عہد میں سچا ہے اور اپنے موقف میں عہد شکنی کی نیت نہیں تو احسن اُمر جو خطرات کے پردوں کو ہٹا دے اور شبہات کی بیخ کنی کرے اور ایسی راہ کی طرف رہنمائی کرے جو جھگڑوں کو ختم کردے تو وہ یہ ہے کہ تو کسی شریف معزز رئیس کے پاس وہ انعام کی رقم جمع کرا دے۔ اور جھگڑا ختم کرنے کے لئے ہم اس بات پر راضی ہیں کہ تو اسے شیخ غلام حسن یا خواجہ یوسف شاہ یا میر محمود شاہ کے پاس جمع کرادے اور اس غرض سے ہم ان سے دستی تحریر لے لیں۔ کیا تو تیار ہے کہ اس رقم کو ایسے شخص کے پاس جو میرے اور تیرے درمیان یکساں درجہ رکھتا ہے جمع کرادے۔ یا پھر تو منصفوں کی راہ اختیار کرنا ہی نہیں چاہتا؟ ہمیں معلوم نہیں جو تمہارے نہاں خانہء دل میں چھپا ہوا ہے۔ اگر تو تم نے یہ رسالہ صحتِ نیت سے لکھا ہے اور اپنی فطرت کے فساد سے نہیں لکھا تو قوت سے کھڑا ہو جا اور زیادتی کی طرف مائل نہ ہو۔ اور اگر تو سچا ہے تو جیسا ہم نے کہا ہے ویسا ہی کر۔

﴿۹﴾

وإنّا جئناك مستعدّين ولسنا من المعرضين ولا من الخائفين، بل نسرب الأقدام ولو على الضِرغام، ولا نخاف أمثالك من الناس، بل نحسبهم كالثعالب عند البأس. وأزمعْنا أن نفتّش خباء تك، ونستنفض حقيبتك، ونحسر اللثام عن قربتك، وقلّما خلص كذّاب أو بورك له اختلاب، وقد بقينا عامًا لا نخشِّن كلامًا، ولا نجيب مكفِّرًا ولوّامًا، وصبرنا ورأينا اجْلِخْماما، حتى ألجأتْنا مرارةُ الكلمات إلى جزاء السيّئات بالسيّئات، وعلاجِ الحيّات بالعصيّ والصَّفاة، فقمنا لنهتك أستار الكاذبين.

فلا نلتفت إلى القول العريض، ونريد أن تبرز إلينا بالصُّفر والبِيض، وتجمع مبلغك عند أحدٍ من الرجال الموصوفين،

ہم پوری تیاری سے تیرے پاس آئے ہیں ہم منہ پھیرنے والے نہیں اور نہ ڈرنے والے ہیں بلکہ ہم پیش قدمی کریں گے خواہ وہ شیر کے مقابل ہو اور ہم تجھ جیسے لوگوں سے ڈرنے والے نہیں بلکہ ہم جنگ کے وقت اُنہیں لومڑیوں جیسا سمجھتے ہیں اور ہم نے یہ تہیہ کرلیا ہے کہ تیرے اندرونے کی چھان بین کریں اور تیرے تھیلے کو اچھی طرح جھاڑ دیں اور تیرے مشکیزے کے بند کو کھول دیں اور ایسا کم ہی ہوا ہے کہ کوئی کذّاب بچ نکلا ہو یا فریب اُس کے لئے موجبِ برکت ہوا ہو۔ سال بھر ہم نے نہ سخت کلامی کی نہ کسی مکفّر و ملامت گر کو جواب دیا۔ ہم نے صبر کیا اور ان کا تکبر دیکھا یہاں تک کہ اُن کے کلمات کی تلخی نے ہمیں بدگوئی کی سزا دینے پر مجبور کیا اور سانپوں کا علاج ڈنڈے اور پتھر ہیں۔ پس ہم جھوٹوں کے پردے چاک کرنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔

ہم لمبی چوڑی بات کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ تو اپنا سیم و زر ہمارے سامنے ظاہر کرے اور اپنی رقم مذکورہ افراد میں سے کسی ایک کے پاس جمع کرائے

وتأمرهم ليعطوني مبلغك عندما رأوك من المغلوبين. فإن لم تفعل فكذبك واضح، وغدرك فاضح، ألا لعنة الله على الكاذبين، ألا لعنة الله على الغادرين الناكثين، الذين يقولون ولا يفعلون، ويعاهدون ولا ينجزون، ولا يتكلمون إلا كالخادعين المزوّرين، فعليهم لعنة الله والملائكة والناس أجمعين. فاتّقِ لعنة الله وأَنجِزْ ما وعدتَ كالصادقين. وإن كنت لا تقدر على الإيفاء، وليس عندك مال كالأمراء، فاطلبْ لعونك قوما يأسُون جراحك ويريشون جناحك، فإن كانوا من المصدّقين المعتقدين، فيعينونك كالمريدين، مع أن دِين القوم جبرُ الكسير وفكُّ الأسير، واحترام العلماء واستنصاح النصحاء.

اور تو ان سے یہ کہے کہ جب وہ تجھے مغلوب دیکھیں تو تیری رقم وہ مجھے دے دیں۔ پھر اگر تُو نے ایسا نہ کیا تو تیرا کذب واضح ہوجائے گا اور تیرا عہد کا توڑنا باعثِ رسوائی ہوگا۔ سنو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔ اور سنو سنو کہ اُن پر بھی اللہ کی لعنت ہوتی ہے جو بدعہد اور اپنے وعدوں سے پھر جانے والے ہیں اور جو کہتے تو ہیں لیکن کرتے نہیں اور معاہدات تو کرتے ہیں اور اُنہیں پورا نہیں کرتے اور دھوکے باز اور جعل سازوں کی طرح گفتگو کرتے ہیں۔ پس ایسے لوگوں پر اللہ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ پس تو اللہ کی لعنت سے ڈر۔ اور راستبازوں کی طرح اپنے وعدے کو پورا کر اور اگر تو ایفاءِ عہد نہیں کر سکتا اور دولتمندوں کی طرح تیرے پاس مال نہیں ہے تو پھر اپنی مدد کے لئے ایسے لوگوں کی تلاش کر جو تیرے زخموں کا علاج کر سکتے ہوں اور تیرے دست و بازو بن سکتے ہوں۔ پھر اگر تو وہ تیری تصدیق کرنے والے معتقد ہوئے تو مریدوں کی طرح تیری مدد کریں گے۔ کیونکہ قوم کا فرض ہے کہ وہ شکستہ حال کی امداد، اسیر کی آزادی، علماء کا احترام اور خیرخواہوں کی خیرخواہی کریں

علی أنك لن تطالب بدرهم إلا بعد شهادة حَكم، وأما الحكم فلا بد من الحَكَمين بعد جمع العَين. ووكّلنا إليك هذا الخَطبَ، ولك كل ما تختار اليابس أو الرطبَ، فإن جعلتَ حَكَمين كاذبَين، فنقبلهما بالرأس والعين، ولا ننظر إلى الكذب والمَين، بيد أننا نستفسرهما بيمين اللّٰه ذی الجلال، وعليهما أن يحلفوا إظهارًا لصدق المقال، ثم نمهلهما إلى عام، ونمدّ يد المسألة إلى خبير علّام، فإن لم تتبيّن إلى تلك المدّة أمارة الإستجابة، فنشهد اللّٰه انّا نُقرّ بصدقك من دون الاسترابة، ونحسبك من الصادقين.

البتہ تجھ سے ایک درہم کا بھی مطالبہ نہیں کیا جائے گا مگر ثالثوں کی گواہی کے بعد، اور جہاں تک فیصلہ کا تعلق ہے تو یہ ثالثی فیصلہ رقم جمع ہونے کے بعد دو ثالثوں کی طرف سے ہوگا۔ اور یہ معاملہ ہم تیرے سپرد کرتے ہیں اور اس کے رطب و یابس کا تجھے مکمل اختیار ہے اگر تم دو جھوٹے حَکَم بھی مقرر کرو گے تو ہمیں وہ بھی بسر وچشم قبول ہوں گے۔ اور ہم ان کے جھوٹ اور کذب کو نظر انداز کر دیں گے۔ ہاں البتہ ان دونوں حَکَموں سے خدائے ذوالجلال کی قسم دے کر استفسار کریں گے۔ اور ان دو ثالثوں پر لازم ہوگا کہ وہ علی الاعلان حلف اُٹھائیں کہ انہوں نے سچی بات کی ہے پھر ہم انہیں ایک سال تک مہلت دیں گے اور ہم خدائے خبیر وعلّام کے حضور دست دعا دراز کریں گے۔ پھر اگر اس مدت میں قبولیت دعا کا کوئی واضح نشان ظاہر نہ ہوا تو ہم اللہ تعالیٰ کو گواہ ٹھہراتے ہیں کہ (اس صورت میں) ہم بلا کسی شک وشبہ کے تمہاری سچائی کا اقرار کر لیں گے اور تمہیں سچوں میں سے تصور کریں گے۔

﴿۱۰﴾

وأعجبني لِمَ تصدّيتَ لتأليف الكتاب، وأيّ أمر كتبتَ كالنادر العجاب، بل جمعتَ فضلة أهل الفضول، واتبعتَ جهلات الجهول، وما قلت إلّا قولًا قيل من قبلك، ونُسج بجهل أكبر من جهلك، وما نطقتَ بل سرقت بضاعة الجاهلين. وما نرى في كلامك إلا عبارتك التي نجد ريحه كسَهُكِ الحيتان المتعفنة، ونتنِ الجيفة المنتنة، ونراه مملوًّا من تكلّفات باردة ركيكة، وضحكة الضاحكين. وفعلتَ كل ذلك لرُغفان المساجد، وابتغاءِ مرضاة الخَلق كالواجد، لا للّٰه ربّ العالمين. يامن ترَك الصدق ومانَ، قد نبذت الفرقان، ولا تعلم إلا الهذيان، وتمشي كالعمين، لا تعلم إلا الاختراق في مسالك الزور، والانصلات في سكك الشرور،

اور مجھے تعجب ہے کہ تم اِس کتاب کی تالیف کے دَرپے کیوں ہوئے اور تم نے اس میں کون سی نادر اور انوکھی بات لکھی ہے بلکہ تم نے اس میں صرف فضول لوگوں کا بچا کچھا جمع کر دیا ہے اور جاہلوں کی جاہلانہ باتوں کی پیروی کی ہے اور ان باتوں کے سوا تو نے کچھ نہیں کہا جو پہلے کی جا چکی ہیں اور تیری جہالت سے بھی بڑھ کر جہالت کے تانے بانے بُنے تھے اور تو نے خود کچھ نہیں کہا بلکہ جاہلوں کی متاع چرائی ہے اور ہم تیرے کلام میں ایسی ہی عبارت دیکھتے ہیں جس کی بو متعفن مچھلیوں اور بدبودار مردار کی گندی بو کی طرح محسوس کرتے ہیں اور اُسے ہم رکیک اور ناقص تکلّفات اور ہنسنے والوں کی ہنسی کے سامان سے بھرا ہوا پاتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ تم نے حریص کی طرح مسجدوں کی روٹیوں اور لوگوں کی خوشنودی کے حصول کی خاطر کیا ہے نہ کہ اللہ رب العالمین کی خاطر۔ اے وہ شخص جس نے سچ کو چھوڑا اور جھوٹ سے کام لیا، تو نے فرقانِ (حمید) کو پسِ پشت ڈال دیا اور ہذیان کے سوا تُو کچھ نہیں جانتا اور اندھوں کی طرح چلتا ہے۔ جھوٹ کی راہوں پر چلنے اور شر کے مختلف کوچوں میں سرپٹ دوڑنے کے سوا تو کچھ نہیں جانتا۔

ولا تتقی براثن الأسد وتسعی کالعُمی والعُور، وإنّا کشفنا ظلامك، ومزّقنا کلامك، وستعرف بعد حین. أتؤمن بحیاة المسیح کالجهول الوقیح، وتحسبه کأنه استُثنِیَ من الأموات، وما أقمت علیه دلیلا من البیّنات والمحکمات، ولا من الأحادیث المتواترة من خیر الکائنات، فکذبتَ فی دعوی الإثبات، وباعدتَ عن أصول الفقه یا أخا الترهات. أیها الجهول العجول، المخطی المعذول، قِفْ وفکِّرْ برزانة الحصاة، ما أوردتَ دلیلا علی دعوی الحیاة، وما اتبعتَ إلا الظنیات، بل الوهمیات. ونتیجة الأشکال لا یزید علی المقدّمات، فإذا کانت المقدّمتان ظنّیّتَین فالنتیجة ظنّیة، کما لا یخفی علی ذوی العینین. وإن کنتَ لا تفهم هذه الدقائق، ولا تدرك هذه الحقائق،

تجھے شیر کے پنجوں کا خوف نہیں اور تو اندھوں اور کانوں کی طرح دوڑتا پھرتا ہے۔ ہم نے تیرے اندھیروں کا پردہ چاک کر دیا ہے اور تیرے کلام کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ اور تجھے جلد ہی معلوم ہو جائے گا۔ کیا تو ایک بے حیا جاہل شخص کی طرح حیاتِ مسیح پر ایمان رکھتا ہے۔ اور یہ خیال کرتا ہے کہ گویا وہ (مسیح) مُردوں سے مستثنیٰ ہیں تم نے اِس پر بیّنات، محکمات اور نہ ہی سرورِ کائنات کی احادیث متواترہ سے کوئی دلیل پیش کی۔ پس اے جھوٹ کے پتلے تو نے اپنے اثباتِ دعویٰ میں جھوٹ سے کام لیا اور اصولِ فقہ سے دور ہٹ گیا۔ اے جاہل مطلق، شتاب کار، خطا کار ملامت زدہ شخص! رُک اور سنجیدگی اور عقل سے سوچ! کہ تُو نے حیاتِ (مسیح) کے دعویٰ پر کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ اور تو نے صرف ظنّیات بلکہ توہمات کی پیروی کی ہے۔ اشکال کا نتیجہ مقدمات (صغریٰ، کبریٰ) سے زیادہ نہیں ہوتا جب مقدمہ صغریٰ و کبریٰ ظنّی ہوں تو اُن کا نتیجہ بھی ظنّی ہوگا۔ جیسا کہ اہل بصیرت پر مخفی نہیں اگر تُو ان دقائق کو سمجھ نہیں پاتا اور تجھے اِن حقائق کا اِدراک نہیں

فسَلِ الذين من أولى الأبصار الرامقة، والبصائر الرائقة، وانظر بعينِ غيرك إن كنت لا تنظر بعينك في سيرك، واستنزلِ الريَّ من سحاب الأغيار، إن كنتَ محرومًا من دَرّ الأمطار. ألا تعلم يا مسكين أن قولك يُعارض بيّنات القرآن، ويخالف مُحكمات الفرقان وقد تبيّن معنى التوفّي من لسان سيّدِ الإنس ونبيِّ الجانّ، وصحابته ذوى الفهم والعرفان. وأىّ فضل لمعنى العوام، بعد ما حصحص المعنى من خير الأنام، ومَن يأباه إلا من كان من الفاسقين؟

تو عمدہ فراست اور گہری بصیرت رکھنے والوں سے پوچھ! اگرتو اپنے کرتوتوں کو اپنی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا تو دوسروں کی آنکھ سے دیکھ اور اگرتو موسلا دھار بارش سے محروم ہے تو دوسروں کے بادلوں سے بارش طلب کر۔ اے تہی دست! کیا تُو نہیں جانتا کہ تیرا قول قرآن کے روشن دلائل کے معارض اور فرقانِ (حمید) کے محکمات کے مخالف ہے۔ توفّی کے معنی انس و جن کے سردار نبی ﷺ کی اور آپؐ کے اہل فہم و عرفان صحابہ کی زبان سے واضح طور پر بیان ہو چکے ہیں تو پھر خیر الانامؐ کے واضح معنوں کے مقابلہ میں عوام کے معنوں کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے اور فاسقوں کے علاوہ ان معنوں کا کون انکار کرسکتا ہے۔

فتندّم على ما فرّطتَ فى جنب الله وبيّناته، واتبعتَ المتشابهاتِ وأعرضتَ عن محكماته، ووَثَبتَ كخليع الرسن، وتركتَ الحق كعَبَدةِ الوثن. وإنى نظرتُ رسالتك الفينة بعد الفينة، فما وجدتُها إلا راقصة كالقينة،

پس تمہیں شرم آنی چاہیئے جو تو نے اللہ اور اس کے بیّنات کے بارے میں کوتاہی کی ہے اور متشابہات کی پیروی کی ہے اور محکمات سے روگردانی کی ہے اور تو بے لگام کی طرح حملہ آور ہوا۔ اور تو نے بت پرستوں کی طرح حق کو چھوڑ دیا ہے میں نے وقتاً فوقتاً تیرے رسالے کو دیکھا ہے اور اُسے ایک مغنّیہ کی طرح رقص کُناں پایا ہے۔

و واللّٰہ إنها خالية عن صدق المقال، ومملوّة من أباطيل الدجّال، فعليك أن تنقُد المبلغ في الحال، لنريك كذبك ونوصلك إلى دار النكال. وعليك أن تجمع مالك عند أمين الذى كان ضمينا بيقين، وإلا فكيف نوقن أنّا نقطف جناك إذا أبطلنا دعواك، وأريناك شقاك؟ ياأسير المَترَبة، لستَ من أهل الثروة، بل مِن عَجَزة الجهلة، فاترُكْ شِنْشِنة القِحَة، واجمعِ المال وجانِبْ طرق الفِرية والتَعِلّة، فواهًا لك إن كنت من الصادقين الطالبين، وآهًا منك إن كنت من المعرضين المحتالين. وقد أوصينا واستقصينا، ونقّحنا تنقيح من يدعو أخا الرشد وَيكشف طرق السَّدَد، وأكملنا التبليغ للّٰه الأحد،

﴿۱۱﴾

اور بخُدا وہ رسالہ سچائی سے خالی ہے اور دجال کی فریب کاریوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس لئے یہ تجھ پر لازم ہے کہ تو فورًا اُس رقم کو نقد ادا کرے۔ تا کہ ہم تیرا جھوٹ تجھ پر آشکار کریں اور تجھے مقامِ عبرت تک پہنچائیں اور تُجھ پر یہ بھی لازم ہے کہ تو اپنے مال کو ایسے امین کے پاس جمع کرائے جو یقینی طور پر ضامن ہو۔ ورنہ ہمیں کیسے یقین آئے کہ جب ہم تیرے دعویٰ کو باطل کر دیں گے اور تیری بدبختی کو ثابت کر دکھائیں گے تو تیرے پھل (انعامی رقم) کو حاصل کر لیں گے۔ اور اے افلاس کے مارے ہوئے تو صاحبِ ثروت نہیں بلکہ بے بس جاہلوں میں سے ہے۔ پس بے حیائی کی عادت کو چھوڑ اور مال جمع کرا اور افتراء کی راہوں سے الگ ہو جا اور حیلہ سازیاں چھوڑ! اگر تُو سچا اور سچائی کا طالب ہے تو تجھے شاباش اور اگر تُو اعراض کرنے والا اور حیلہ جُو ہے تو تجھ پر تُف ہے! ہم نے نصیحت کی اور نصیحت کو انتہاء تک پہنچایا اور ایسے شخص کی طرح چھان بین کی جو صاحبِ رُشد کا طالب ہے اور سیدھی راہوں کو واضح کرتا ہے۔ اور ہم نے خدائے یگانہ کی خاطر تبلیغ کو کمال تک پہنچایا۔

ونــنـظـر الآن أتـجـمـع الـمـال وتُـــرِی الـعـهـد والإيـمـان، أو تُــرِی الـغـدر وتتبـع الشيـطـان كالمفسدين.

وواللّٰهِ الذی يُنـزل المطر من الـغـمـام، ويُـخـرج الثمـر من الأكـمام، إنی ما نهضتُ لطمعٍ فـی الإنـعـام، بل لإخزاء اللئام، ليتبيّـن الـحـق وليستبين سبيل الــمـجـرمـيـن، وإن الـلّٰــه مـع الـمتّـقـيـن. وواللّٰهِ الذی أعطی الإنســان عـقلًا وفـكـرًا، لـقـد جئتَ شيئًا نُكُرًا، وأبقيتَ لكَ فـی الـمـخـزِيـات ذكرا. وقد كتبنا من قبل اشتهارا، وواعدْنا لـلمجيبين إنعاما، وأقررنا إقرارا، فما قام أحدٌ للجواب، وسكتوا كـالبهـائـم والـدواب، وطارت نـفـوسهـم شـعـاعـا، وأرعدت فـرائصهم ارتياعا، وأكبّوا على وجوههم متندّمين.

اب ہم دیکھتے ہیں کہ آیا تو وہ (انعامی) رقم جمع کرواتا ہے اور عہد اور ایمان کی پاسداری کرتا ہے یا بدعہدی کی پاسداری کرتا اور مفسدوں کی طرح شیطان کی پیروی کرتا ہے؟

اور اللہ کی قسم جو بادلوں سے بارش برساتا اور خوشوں سے پھل نکالتا ہے کہ میں کسی انعام کی طمع کی وجہ سے مقابلہ کے لئے نہیں بلکہ کمینوں کو رُسوا کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں تا کہ حق واضح ہو جائے اور مجرموں کی راہ خوب کھل کر ظاہر ہو جائے بلا شبہ اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہے اور اُس خدا کی قسم جس نے انسان کو عقل وفکر سے نوازا تو نے سخت ناپسندیدہ بات کا ارتکاب کیا ہے اور اپنے پیچھے اپنے لئے رسوا کن ذکر چھوڑا ہے۔ ہم نے اِس سے پہلے ایک اشتہار لکھا اور اُس کا جواب دینے والوں کے لئے انعام دینے کا وعدہ اور پختہ اقرار کیا۔ لیکن کوئی بھی جواب دینے پر آمادہ نہ ہوا۔ اور وہ جانوروں اور چوپایوں کی طرح خاموش ہو گئے، اُن کی جانیں ہوا ہو گئیں اور مارے خوف کے اُن کے اعصاب پر کپکپی طاری ہو گئی اور ندامت کے مارے وہ اپنے منہ کے بل گر گئے۔

أفأنت أعلم منهم أو أنت من المجانين؟ إنهم كانوا أشدَّ كيدًا منك في الكلام، بل أنت لهم كالتِّلام، فكان آخر أمرهم خزى وخذلان وقهر رب العالمين. وإن اللّٰه إذا أراد خزى قوم فيعادون أولياءه، ويؤذون أحبّاءه، ويلعنون أصفياءه، فيبارزهم اللّٰه للحرب، ويصرف وجههم بالضرب، ويجعلهم من المخذولين. ألا تفكرون في أنفسهم أنّ اللّٰه يُنزل نُصرته لنا بجميع أصنافها، ويأتي الأرض ينقصها من أطرافها، ويحفظنا بأيدي العناية، ويسترنا بملاحف الحماية، فلا يضرّنا كيد المفسدين؟ يعلم من كان له ومن كان لغيره، وينظر كل ماش في سيره، ولا يهدي قوما مسرفين،

کیا تم اُن سب لوگوں سے زیادہ عالم ہو یا تم دیوانے ہو وہ لوگ گفتگو میں تم سے کہیں بڑھ کر چالاک تھے۔ بلکہ تم ان لوگوں کے مقابل پر طفلِ مکتب ہو آخر کار ان کا انجام ربّ العالمین کا قہر، رسوائی اور ذلّت ہوا اور جب اللہ کسی قوم کی رسوائی کا ارادہ فرماتا ہے۔ تو (اس قوم کے لوگ) اُس کے اولیاء سے عداوت رکھنے لگتے اور اُس کے پیاروں کو دُکھ دیتے اور اُس کے برگزیدہ بندوں کو لعن طعن کرتے ہیں اور اللہ جنگ کے لئے ان کے مدّمقابل آجاتا ہے اور ایک ہی ضرب سے اُن کے منہ پھیر دیتا اور اُنہیں بے یارومددگار کر دیتا ہے۔ کیا تم ان (مخالفین) کے بارے میں غور نہیں کرتے (کہ ان کا کیا انجام ہوا) یقیناً اللہ نے ہمارے لئے اپنی ہر قسم کی نصرت نازل فرمائی اور زمین کو اُس کے تمام اطراف سے سکیڑ رہا ہے اور اپنے دستِ عنایت سے ہماری حفاظت فرماتا ہے اور اپنی حمایت کے لحافوں میں ہمیں ایسے چھپائے ہوئے ہے کہ مفسدوں کی کوئی تدبیر ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ وہ جانتا ہے کہ جو اُس کا ہے اور جو اُس کے غیر کا ہے۔ وہ ہر چلنے والے کی چال پر نگاہ رکھتا ہے اور حد سے بڑھنے والی قوم کو ہدایت نہیں دیتا

ويبير الفاسقين و يمحو أسماء المفترين من أديم الأرضين. هو الغيور المنتقم، ويعلم عمل المفسد الفتّان، ويأخذ المفترين بأقرب الأزمان، فيُنزل رجزه أسرعَ من تصافُح الأجفان. فتوبوا كالذين خافوا قهر الرحمن، وأنابوا قبل مجيء يوم الخسران، وغيَّروا ما في أنفسهم ابتغاء لمرضات اللّٰه، يا معشر أهل العدوان. اطلبوا الرحم وهو أرحم الراحمين. فتندّم يا مغرور على جهلاتك، واعتذر من فرطاتك، وفكِّر في خسرك وانحطاط عرضك وانكشاف سترك، وازدجِرْ كالخائفين.

واعلمْ أنه من نهض ليستقري أثر حياة عيسى، فما هو إلا كجادع مارن أنفِه بموسى، فإن الفساد كل الفساد ظهر مِن ظنِّ حياة المسيح،

اور فاسقوں کو تباہ کر دیتا اور مفتریوں کے نام سطحِ زمین سے مٹا دیتا ہے۔ وہ بڑا غیّور اور منتقم ہے۔ وہ مفسد، فتنے باز کے عمل کو جانتا ہے اور زمانہ قریب میں ہی وہ مفتریوں کو پکڑتا ہے اور آنکھ جھپکنے سے بھی جلد تر اپنا عذاب نازل فرمائے گا۔ اے دشمنوں کے گروہ! ان لوگوں کی طرح توبہ کرو جو خدائے رحمان کے قہر سے ڈرتے ہیں اور جو گھاٹے کا دن آنے سے پہلے پہلے اس کی طرف جھکے اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنے نفسوں میں تبدیلی پیدا کی۔ رحم مانگو۔ کیونکہ وہ ارحم الراحمین ہے۔ اے فریب خوردہ شخص! اپنی جہالتوں پر نادم ہو اور اپنی زیادتیوں پر معافی مانگ اور اپنے نقصان اور اپنی اخلاقی گراوٹ اور پردہ دری پر غور کر اور ڈرنے والوں کی طرح اپنے آپ کو زجر و توبیخ کر۔

جان لے کہ جو بھی عیسیٰ (علیہ السلام) کی حیات کا کوئی نشان ڈھونڈنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اُس شخص کی طرح ہے جو اُسترے سے اپنی ناک کاٹتا ہے۔ کیونکہ یہ سارا فساد حیاتِ مسیح کے اعتقاد سے بَر پا ہوا ہے

واسودّت الأرض من هذا الاعتقاد القبيح، ومع ذلك لا تقدرون على إيراد دليل على الحياة، وتأخذون بأقوال الناس ولا تقبلون قول اللّٰه وسيد الكائنات. وتعلمون أنه من فسّر القرآن برأيه وأصاب فقد أخطأ، ثم تتبعون أهواء كم ولا تتقون مَن ذرأ وبرأ، وتتكلمون كالمجترئين. وإذا قُرِءَ عليكم آيات الفرقان فلا تقبلونها، وإنْ قُرِءَ نصف القرآن، وإنْ عُرِضَ غيره، فتقبلونه مستبشرين.

اور اِس قبیح عقیدے کے باعث زمین سیاہ ہوگئی ہے۔ بایں ہمہ تم حیاتِ (مسیح) پر دلیل لانے کی قدرت نہیں رکھتے اور لوگوں کی باتوں کو لے لیتے ہو لیکن اللہ اور سرورِ کائنات کے فرمان کو قبول نہیں کرتے۔ اور تم جانتے ہو کہ جس نے قرآن کی تفسیر بالرائے کی اگر وہ درست بھی ہو تو اس نے خطا کی۔ پھر بھی تم اپنی خواہشات کی اتباع کرتے ہو اور اس ہستی سے نہیں ڈرتے جس نے سب کچھ پیدا کیا ہے۔ اور بیباک لوگوں کی طرح باتیں کرتے ہو۔ اور جب تمہارے سامنے فرقانِ (حمید) کی آیتیں پڑھی جائیں تو تم اُنہیں قبول نہیں کرتے خواہ نصف قرآن بھی پڑھ دیا جائے۔ اور اگر قرآن کے علاوہ جو بھی پیش کیا جائے اُسے تم بخوشی قبول کر لیتے ہو۔

﴿۱۲﴾ لَا تلتفتون إلى كتاب اللّٰه الرحمن، وتسعون إلى غيره فرحين. وليت شعري كيف يجوز الاتكاء على غير القرآن بعد ما رأينا بيّنات الفرقان؟ أتوصلكم غيرُ القرآن إلى اليقين والإذعان؟ فأْتوا بدليل إن كنتم صادقين.

تم اللہ رحمٰن کی کتاب کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اور اس (قرآن) کے غیر کی طرف خوشی خوشی لپکتے ہو۔ کاش مجھے یہ معلوم ہوتا کہ جب ہم نے فرقان کے بیّنات دیکھ لئے تو اس کے بعد قرآن کے علاوہ کسی اور چیز پر بھروسہ کرنا کیسے جائز ہوسکتا ہے۔ کیا قرآن کے علاوہ کوئی اور چیز تمہیں طاعت و یقین تک پہنچا سکتی ہے؟ اگر تم سچے ہو تو کوئی دلیل لاؤ۔

يا حسرة على أعدائنا إنهم صرفوا النظر عن صحف الله الرحمٰن، وما طلبوا معارفها كطلّاب العرفان، وأفنوا زمانهم وعمرهم في أقوال لا توصلهم إلى روضات الإذعان، ولا تسقيهم من ينابيع مطهرة للإيمان، وما نرى أقوالهم إلا كصوّاغين باللسان. فيامعشر العُمي والعُور. اتقوا الله ولا تجترء وا على المعاصي والفجور، وتخيّروا طريقا لا تخشون فيه مسَّ حيفٍ ولا ضربَ سيف، ولا حُمَةَ لاسعٍ ولا آفةَ وادٍ واسع، وقوموا للّٰه قانتين. وفكّروا في قولي. هل صدقتُ فيما نطقتُ، أو ملتُ فيما قلتُ، وتفكروا كالخاشعين. ما لكم لا تستعدّون لقبول الحجّة وتزيغون عن المحجّة،

صد افسوس ہمارے دشمنوں پر کہ اُنہوں نے رحمٰن اللہ کے صحیفوں سے اپنی نظریں پھیر لی ہیں اور عرفان کے متلاشیوں کی طرح انہوں نے قرآنی معارف کی تلاش نہیں کی۔ اور اپنا سارا وقت اور اپنی پوری عمر ایسے اقوال میں فنا (برباد) کردی جو اُنہیں اطاعت کے باغات تک نہیں پہنچا سکتے۔ اور نہ وہ انہیں ایمان کے پاک چشموں سے سیراب کرتے ہیں اور ہم اُن کے اقوال کو افتراء پردازوں کی باتوں کی طرح دیکھتے ہیں۔ اے اندھے اور کانے لوگوں کے گروہ! اللہ سے ڈرو اور معاصی اور فسق و فجور پر دلیری مت دکھاؤ اور وہ راہ اختیار کرو جس میں نہ ارتکاب ظلم کا اندیشہ ہو اور نہ کسی تلوار کی ضرب کا اور نہ کسی ڈسنے والے کے ڈنگ کا اور نہ کسی وسیع وادی کی مصیبت کا خدشہ ہو اور اللہ کے حضور مطیع بن کر ایستادہ رہو اور میری اس بات پر غور کرو کہ جو کچھ میں نے کہا ہے کیا وہ سچ ہے یا جو کچھ میں نے کہا ہے اُس میں سچائی سے ہٹ گیا ہوں؟ اور خشوع کرنے والوں کی طرح غور و فکر کرو۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم حجت قبول کرنے میں مستعدی ظاہر نہیں کرتے اور سیدھے راستے سے ہٹ رہے ہو۔

تـركـضـون فـى امتراء الميرة، ولهـا تتركون أقارب العشيرة. ومـا أرى فيـكـم مَـنْ تَـرَكَ لِلّٰه الأقـارب والأحبـاب، وجدَّ فى الـدّيـن ودأب. لـم لا تتـأدّبون بـآداب الصلحاء ، ولا تقتدون بـطـرق الأتقياء ؟ أنكرتـم الحق ومـا رأيتـم سُـقيـاه، وما وطأتم حـصاه، وما استشرفتم أقصاه، وتركتم الفرقان وهُداه، وكنتم قوما عادين.

يا أهل الفساد والعناد.. اتقوا اللّٰـه ربّ الـعبـاد. أين ذهـب تـقـاكم؟ وأضلّكم علمُكم وما وقـاكم. لا تفهمون القرآن ولا تـمسّـون الـفرقان، فأين غارت مـزايـاكـم، وأين ذهب ريّاكم؟ مـا أجـد كـلامـكـم مـؤسَّسًـا عـلـى الـتـقـوى، وأجد قلوبكم متـدنسة بـالـطغوى. فمـا بـال قارب كان لها كمثلِكم الملاحُ،

ذخیرے جمع کرنے میں بھاگ دوڑ کرتے ہو اور اِس کی خاطر قریبی رشتہ داروں کو چھوڑ رہے ہو اور مجھے تم میں کوئی ایسا نظر نہیں آرہا جس نے خدا کی خاطر اقارب واحباب کو چھوڑا ہو اور دین میں جدوجہد کی اور دوام اختیار کیا۔ تم کیوں نیک لوگوں کے آداب نہیں اپناتے اور اتقیاء کی راہوں کی پیروی نہیں کرتے۔ تم نے حق کا انکار کیا اور تم نے اس کی سیرابی کو نہیں دیکھا۔ نہ ہی اُس کے سنگریزوں پر قدم مارا ہے اور نہ تم نے سارے معاملے پر نگاہ ڈالی۔ تم نے فرقانِ (حمید) اور اُس کی ہدایت کو چھوڑ دیا ہے اور تم حد سے بڑھنے والی قوم ہو۔

اے فساد اور بغض وعناد رکھنے والو! تم اللہ ربّ العباد سے ڈرو۔ تمہارا تقویٰ کدھر گیا؟ اور تمہارے علم نے تمہیں گمراہ کیا اور تمہیں بچایا نہیں۔ نہ تمہیں قرآن کا فہم ہے اور نہ تمہیں فرقان سے مَس ہے۔ تمہاری خوبیاں کہاں کھو گئیں اور تمہاری شادابی کہاں گئی؟ میں تمہارے کلام کی بنیاد تقویٰ پر نہیں پاتا (بلکہ) تمہارے دلوں کو سرکشی سے آلودہ پاتا ہوں۔ اور اُس سفینے کا کیا بنے گا جس کے ملّاح تم جیسے ہوں

وما بال أرض يحرثها كحزبكم الفلاحُ؟ ولا شك أنكم أعداء الدين وعِدا الشرع المتين. ونعلم أن قصر الإسلام منكم ومن أيديكم عفا، ولم يبق منه إلّا شفا، ولولا رحمة ربّي لأحاطه الدجى، وكان اللّٰه حافظه وهو خير الحافظين.

ألا تنظرون أنكم كَمْ فَجٍّ سلكتم، وكم رجلٍ أهلكتم، وكم بِدَعٍ ابتدعتم، وكم قومٍ خدعتم، وكم عرضٍ اختلستم، وكم ثعلبٍ افترستم؟ أمّا الآن فالحق قد بان ورحم الربّ الرحيم، واستنار الليل البهيم، وأنار الدين القويم وظهر أمر اللّٰه وكنتم كارهين. إن للّٰه فی كل يوم نظرةً، فنظر الدينَ رحمةً، ووجده غرضًا لسهام الأعداء، وكالوحيد الطريد فی البيداء،

اور اُس زمین کا حال کیا ہوگا جس پر تمہارے جیسے لوگ کھیتی باڑی کرتے ہوں۔ بلا شبہ تم دین اور شرعِ متین کے دشمن ہو۔ اور ہم جانتے ہیں کہ اسلام کا محل تمہاری وجہ سے اور تمہارے ہاتھوں پیوندِ خاک ہوگیا ہے۔ اور اب صرف اُس کے کھنڈرات باقی رہ گئے ہیں اور اگر میرے رب کی رحمت نہ ہوتی تو تاریکیاں اس کا احاطہ کرلیتیں۔ اللہ ہی اُس کا محافظ ہے اور وہی بہترین محافظ ہے۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ تم کتنی راہوں پر چلے اور کتنے لوگوں کو تم نے ہلاک کیا اور کتنی بدعتیں ایجاد کیں اور کتنی قوموں کو دھوکا دیا اور کتنی عزتیں پامال کیں اور کتنے مکّاروں کو تم نے مات دی۔ لیکن اب حق ظاہر ہوگیا ہے اور ربِ رحیم نے رحم فرمایا اور شبِ دیجور پُر نور ہوگئی اور دینِ قویم روشن ہوگیا۔ اور تمہاری ناپسندیدگی کے علی الرغم اللہ کا امر ظاہر ہوگیا۔ اللہ کی ہر گھڑی پر نظر ہے۔ پس اُس نے اپنے دین پر رحمت کی نگاہ ڈالی۔ اُس نے اِس (دین) کو دشمنوں کے تیروں کا نشانہ پایا اور اُسے ایسی حالت میں پایا کہ وہ ایک لَق و دَق صحراء میں تنہا بے یارومددگار ہے۔

فأقامنی برحمة خاصة فی أیام إقلال وخصاصة، لیجعل المسلمین من المنعَمین، ویعطیهم ما لم یعط لآبائهم ویرحم الضعفاء، وهو أرحم الراحمین.

وما قمتُ بهذا المقام إلّا بأمر قدیر، یبعث الإمام ویعلم الأیام، حکیم علیم یری أیام الغیّ والضّلال، وصراصر الفساد فی النساء والرجال. تناهی الخَلق فی التخطی إلی الخطایا، وعقروا مطا المطایا، ودفنوا الحق فی الزوایا، ولمع الباطل کالمرایا، فرأی هذا کلّه ربُّ البرایا، فبعث عبدًا من العباد، عند وقت الفساد، أعَجِبتم من فضله یا جَمْرَ العناد؟ فلا تتکئوا علی الظنون، ولله أسرار کالدرّ المکنون، یبلی عباده فی کل زمان،

﴿۱۳﴾

اس پر اللہ نے اپنی رحمتِ خاص سے اس غربت اور بے بسی کے زمانہ میں مجھے کھڑا کیا تا کہ وہ مسلمانوں کو آسودہ حال کرے اور اُنہیں وہ عطا کرے جو ان کے آباؤاجداد کو نہ دیا گیا تھا۔ اور ناتوانوں پر رحم کرے اور وہی ذات ہے جو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والی ہے۔

میں اِس مقامِ (اِمامت) پر قادر وتوانا خدا کے حکم سے ہی کھڑا ہوا ہوں جو امام مبعوث فرماتا ہے اور وہ (ضرورت) زمانہ کو جانتا ہے وہ حکیم وعلیم ضلالت وگمراہی کے زمانے کو اور عورتوں اور مردوں میں فساد کی بادِ صرصر کو اچھی طرح دیکھتا ہے۔ گناہوں میں آگے بڑھنے میں مخلوق اپنی انتہاء کو پہنچ گئی اور اپنی سواریوں کی پیٹھوں کو زخمی کردیا اور حق کو کونوں کُھدروں میں دفن کردیا اور باطل آئینوں کی طرح چمک اُٹھا اور یہ سب کچھ مخلوق کے رب نے دیکھا تب اس نے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کو اس فساد کے موقع پر مبعوث فرمایا۔ اے بغض وعناد کے انگارو! کیا تم اُس کے فضل پر تعجب کرتے ہو۔ پس شکوک وبدگمانیوں پر تکیہ نہ کرو۔ اللہ کے اسرار دُرِّ مکنون کی طرح ہیں۔ وہ ہر زمانے میں اپنے بندوں کو آزماتا ہے۔

وكل يوم هو في شان. وأُقسِم بعلّامِ المخفيّات، ومُعين الصادقين والصادقات، أني من اللّٰه رب الكائنات. ترتعد الأرض من عظمته، وتنشق السماء من هيبته، وما كان لكاذب ملعون أن يعيش عمرا مع فِريته، فاتقوا الله وجلال حضرته. ألم يبق فيكم ذرّة من التقوىٰ؟ أنسيتم وعظ كفّ اللسان وخوف العقبى؟ يا أيها الظانّون ظن السوء. تعالوا ولا تفرّوا من الضوء. يا قوم إني من اللّٰه. إني من الله. إني من الله، وأُشهد ربي أني من اللّٰه. أؤمن باللّٰه وكتابه الفرقان، وبكل ما ثبت من سيّد الإنس ونبيِّ الجانّ. وقد بُعثتُ على رأس المائة لأجدّد الدين وأُنوّر وجه الملّة، والله على ذلك شهيد، ويعلم من هو شقي وسعيد.

اور اُس کی ہر وقت ایک نئی شان ہے اور میں اُس ذات کی قسم کھاتا ہوں جو تمام مخفی باتوں کو خوب جاننے والی اور صادق مردوں اور عورتوں کی مدد کرنے والی ہے کہ میں اللہ کی طرف سے ہوں جو کائنات کا ربّ ہے جس کی عظمت سے زمین لرزتی ہے اور جس کی ہیبت سے آسمان پھٹ جاتا ہے۔ کسی ملعون جھوٹے کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ افتراء کے باوجود ایک لمبی عمر پائے۔ پس اللہ اور اُس کی ذات کے جلال سے ڈرو کیا تمہارے اندر تقویٰ کا کوئی ذرہ تک باقی نہیں رہا۔ کیا تم زبان کو لگام دینے کی نصیحت اور عقبٰی کے خوف کو بھول گئے ہو؟ اَے بدگمانی کرنے والو! آؤ اور روشنی سے مت بھاگو۔ اے میری قوم! میں اللہ کی طرف سے ہوں۔ میں اللہ کی طرف سے ہوں۔ میں اللہ کی طرف سے ہوں اور میں اپنے رب کو گواہ ٹھہراتا ہوں یقیناً میں اللہ کی طرف سے ہوں اور میں اللہ، اس کی کتاب فرقانِ حمید اور ہر اس چیز پر ایمان لاتا ہوں جو جنّ وانس کے سردار نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور میں صدی کے سر پر مبعوث کیا گیا ہوں تا کہ میں دین کی تجدید کروں اور ملت کے چہرے کو منور کروں اور اللہ اس پر گواہ ہے اور وہ جانتا ہے کہ کون بد بخت ہے اور کون خوش بخت۔

فاتقوا اللّٰہ یا معشر المستعجلین. أليس فيكم رجل من الخاشعين؟ أتصولون على الأسود ولا تميّزون المقبول من المردود؟ وفي الأمّة قوم يلحقون بالأفراد، ويكلّمهم ربهم بالمحبّة والوداد، ويُعادی من عاداهم ويوالی من والاهم، ويُطعمهم ويسقيهم، ويكون فيهم وعليهم ولهم، ويُحاطون من ربّ العالمين. لهم أسرار من ربهم لا يعلمها غيرهم، ويشرَبُ قلبهم هوى المحبوب ويُوصلون إلى المطلوب. ينوّر باطنهم ويترك ظاهرهم في الملومين، فطوبٰی لفتی يأتمّ بآدابهم، وتنكسر جبائر مكره في جنابهم، ويسرج جواد الصدق لصحبة الصادقين.

اے جلد بازوں کے گروہ! اللہ سے ڈرو۔ کیا تم میں کوئی بھی عاجزی اختیار کرنے والا نہیں۔ کیا تم شیروں پر حملہ کرتے ہو؟ اور مقبول اور مردود کے درمیان تمیز نہیں کرتے۔ اُمت (مُسلمہ) میں ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو یگانہ روزگار افراد میں شامل ہیں۔ اُن کا رب اُن سے محبت اور پیار کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہے اور جو اُن سے دشمنی کرے اُن سے وہ دشمنی کرتا ہے اور جو اُن سے دوستی رکھے اُن سے دوستی رکھتا ہے۔ اور وہ اُنہیں کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اور وہ اُن کے شامل حال ہوتا اور ان پر سایہ فگن ہوتا اور ان کا ہو جاتا ہے۔ اور وہ رب العالمین کی آغوش میں آ جاتے ہیں۔ انہیں اپنے ربّ کی طرف سے ایسے اسرار ملتے ہیں جنہیں ان کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ان کے دل محبوب کے عشق میں سرشار ہوتے ہیں اور وہ اپنے مقصود و مطلوب کا وصال حاصل کر لیتے ہیں۔ ان کے باطن کو منور کیا جاتا ہے اور ان کے ظاہر کو ملامت کئے جانے والوں میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ پس مبارک ہو اُس نوجوان کو جو اُن کے آداب اپناتا ہے اور جس کی ہر قسم کی تدبیر انکی جناب میں ختم ہو جاتی ہے اور وہ (جوان) صحبت صادقین کے لئے اسپِ صدق پر سوار ہوتا ہے۔

هـذا مـا كتبنـا وألّفنا لك الكتاب، فإذا وصلك فأمُلِ الجواب. وحاصل الكلام أنّا قائمون للخصام، لنذيقك جزاء السهام، ومن آذى الأحرار فأباد نفسه وأبار. فاسمَعْ منّي المقال، إني أرقُب أن تجمع المال، فإذا جمعتَ وأتممت السؤال، فاعلم أن أحمد قد صال وأراك الوبال والنكال. يا مسكين إن موت عيسى من البديهيات، وإنكاره أكبر الجهلات، ولكن صدِئ قلبُك وغلُظ الحجاب، فرددت وتقاذفتْ بك الأبواب، فلا تصغَى إلى العظات، ويؤذيك الحق كالكَلِمِ المحفِظات، وأرداك تباهيك بكتابك وهو أصل تبابك. وإني عرفت سرّك ومعمّاه، وإن لم يَدْرِ القوم معناه.

یہ ہے ہماری تحریر اور کتاب جو ہم نے تمہارے لئے تالیف کی۔ پس جب تمہیں یہ ملے تو اِس کا جواب لکھو۔ خلاصہ کلام یہ کہ ہم مقابلے کے لئے تیار ہیں تا کہ ہم تمہیں تمہاری تیراندازی کا مزا چکھائیں۔ اور جس نے شرفاء کو اذیّت دی تو اُس نے اپنے تئیں تباہ و برباد کرلیا۔ میری بات سنو! میں اِس انتظار میں ہوں کہ تم انعامی رقم جمع کرو۔ جب تم پیسے جمع کرلو اور مطالبہ پورا کرلو۔ تو پھر جان لو کہ **احمد** تم پر حملہ آور ہو گیا اور تمہیں وبال اور عبرت دکھادی۔ اے نادار! عیسیٰ کی موت بدیہیات میں سے ہے اور اس سے انکار کرنا بہت بڑی جہالت ہے مگر تمہارے دل کو زنگ لگ چکا ہے اور پردے دبیز ہو چکے ہیں پس تو نے انکار کیا اور تجھ پر تمام دروازے بند ہو گئے جس کی وجہ سے تم نصیحتوں کی طرف کان نہیں دھر رہے اور طیش میں لانے والے کلمات کی طرح حق تجھے تکلیف دیتا ہے۔ تمہیں تمہارے رسالے پر فخر و مباہات نے ہلاک کیا اور یہی تمہاری تباہی کا اصل سبب ہے۔ میں تمہارے راز اور اس کے معمہ کو جان چکا ہوں۔ خواہ دوسرے لوگ اس کے معنٰی (مقصد) کو نہ جان پائے ہوں

وما تريد إلا أن تفتتن قلوب السفهاء، وتخدع الجهلاء، لتكون لك عزّةٌ في الأشقياء، وتفوز في الأهواء، وهذا خاتمة الكلام، فتدبّرْ كالعقلاء ولا تقعد كالعمين.	تمہارا مقصد صرف بے وقوفوں کے دلوں میں فتنہ پیدا کرنا اور جاہلوں کو چکمہ دینا ہے تا کہ تجھے زمرۂ اشقیاء میں عزت حاصل ہو اور تو اپنی خواہشات میں کامیاب ہو۔ ہم اپنی بات ختم کرتے ہیں پس عقلمندوں کی طرح غور وفکر کر اور اندھوں کی طرح مت بیٹھ۔

هداك اللّٰه هل تُرضى العواما لكي تستجلِبنْ منهم حُطاما

اللہ تجھے ہدایت دے کیا تم عوام کو خوش کرنا چاہتے ہو تا کہ تم اس طرح ان سے دنیاوی فائدہ حاصل کرسکو۔

وهل في ملّة الإسلام أثرٌ من الكَلِمِ التي تبرِي خِصاما

کیا ملّت اسلامی میں تمہاری اُن باتوں کا کوئی اثر ہے۔ جن سے تم مقابلہ کرنا چاہتے ہو۔

أعندك حُجّةٌ إجماعُ قومٍ أضاعوا الحق جهلا واهتضاما ﴿۱۴﴾

کیا تمہارے پاس اُس قوم کے اجماع کی دلیل ہے جس نے از راہِ جہالت اور ظلم حق کو ضائع کر دیا۔

ومثلك أُمّةٌ قتلتْ حسينا إذا وجدتْ كمنفرد إماما

وہ امت تمہارے جیسی تھی جس نے حسینؓ کو اُس وقت قتل کر دیا جب اُنہوں نے یہ پایا کہ وہ منفرد امام ہیں۔

تمّت

مولوی رسل بابا صاحب امرتسری کے رسالہ حیات المسیح پر ایک اور نظر اور نیز ہزار روپیہ انعامی جمع کرانے کے لئے درخواست

ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ ان دنوں میں مولوی صاحب مندرج العنوان نے ایک کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی ثابت کرنے کے لئے لکھی ہے جس کا نام حیات المسیح رکھا ہے۔ لیکن اگر یہ پوچھا جائے کہ انہوں نے باوجود اس قدر محنت اٹھانے اور وقت ضائع کرنے کے ثابت کیا کیا ہے تو ایک مصنف☆ آدمی یہی جواب دے گا کہ کچھ نہیں۔ اگر مولوی صاحب موصوف کی نیت بخیر ہوتی اور ان کے اس کاروبار کی علت غائی حق الامر کی تحقیق ہوتی نہ اور کچھ تو وہ اس رسالہ کے لکھنے سے پہلے قرآن شریف کی ان آیات بینات کو غور سے پڑھ لیتے جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ایسی صاف طور پر ثابت ہو رہی ہے کہ گویا وہ ہماری آنکھوں کے سامنے فوت ہو گئے اور دفن کئے گئے۔ لیکن افسوس کہ مولوی صاحب موصوف ان محکم اور بیّن آیات سے آنکھ بند کر کے گزر گئے اور بعض دوسری آیات میں تحریف کر کے اور اپنی طرف سے اور فقرے ان کے ساتھ ملا کر عوام کو یہ دکھلانا چاہا کہ گویا ان آیتوں سے حضرت عیسیٰ کی حیات کا پتہ لگتا ہے۔ لیکن اگر مولوی صاحب کی اس مفتریانہ کارروائی سے کچھ ثابت ہوتا بھی ہے تو بس یہی کہ ان کی فطرت میں یہودیوں کی صفات کا خمیر بھی موجود ہے ورنہ یہ کسی نیک بخت آدمی کا کام نہیں ہے کہ قرآن کریم کی ظاہر ترکیب کو توڑ مروڑ کر اور آیات کے غیر منفک تعلقات کو ایک دوسری سے الگ کر کے اور بعض فقرے اپنی طرف سے زائد کر کے کوئی امر ثابت کرنا چاہے اگر اسی بات کا نام ثبوت ہے تو کونسا امر ہے جو ثابت نہیں ہوسکتا۔ بلکہ ہر یک ملحد اور بے ایمان اپنے مقاصد اسی طرح ثابت کر سکتا ہے۔ اس بات کو کون نہیں جانتا کہ ایک کتاب کے معنے اسی صورت میں اس کتاب کے معنے کہلاتے ہیں کہ جب اس کی ترتیب اور تعلقات فقرات اور سیاق سباق محفوظ رکھ کر کئے جائیں۔ لیکن اگر اس کتاب کی ترتیب کو ہی زیروزبر کیا جائے اور عبارت کے

☆ ''مصنف'' سہو کتابت ہے۔ درست لفظ ''منصف'' ہے۔ (ناشر)

اعضا کو ایک دوسرے سے الگ کر دیا جائے اور نہایت دلیری کر کے بعض فقرات اپنی طرف سے ملا دیئے جائیں تو پھر ایسی خود ساختہ عبارت سے اگر کوئی مدعا ثابت کرنا چاہیں تو کیا یہ وہی یہود یانہ تحریف نہیں ہے جس کی وجہ سے قرآن کریم میں ایسے لوگ سؤر اور بندر کہلائے جنہوں نے اسی طرح توریت میں ملحدانہ کارروائیاں کی تھیں۔ اگر ایسے ہی خائنانہ تصرفات اور تحریفات سے حضرت مسیح کی زندگی ثابت ہو سکتی ہے تو پھر ہمیں تو اقرار کرنا چاہیئے کہ حضرت مسیح کی زندگی ثابت ہوگئی۔ مگر اس بات کا کیا علاج کہ خدا تعالیٰ نے ایسے محرفوں کا نام خنزیر اور بوزنہ رکھا ہے اور ان پر لعنت بھیجی ہے اور ان کی صحبت سے پرہیز اور اجتناب کرنے کا حکم ہے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ ہم الٰہی کلام کی کسی آیت میں تغییر اور تبدیل اور تقدیم اور تاخیر اور فقرات تراشی کے مجاز نہیں ہیں مگر صرف اس صورت میں کہ جب خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہو اور یہ ثابت ہو جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ بذات خود ایسی تغییر اور تبدیل کی ہے اور جب تک ایسا ثابت نہ ہو تو ہم قرآن کی ترصیع اور ترتیب کو زیر و زبر نہیں کر سکتے اور نہ اس میں اپنی طرف سے بعض فقرات ملا سکتے ہیں۔ اور اگر ایسا کریں تو عند اللہ مجرم اور قابل مواخذہ ہیں۔ اب ناظرین خود مولوی صاحب موصوف کی کتاب کو دیکھ لیں کہ کیا وہ ایسی ہی کارروائیوں سے پُر ہے یا کہیں انہوں نے ایسا بھی کیا ہے کہ قرآن کریم کی کوئی آیت ایسے طور سے پیش کی ہے کہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ ثابت کر کے دکھلا دیا ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے اس آیت کے معنے حضرت مسیح کی حیات ہی ثابت ہوتی ہے اور تکلفات اور تحریفات سے کام نہیں لیا۔ ہمیں نہ مولوی رسل بابا صاحب سے کچھ ضد اور عناد ہے نہ کسی اور مولوی صاحب سے۔ اگر وہ یہودیانہ روش پر نہ چلیں اور صحیح استدلال سے کام لیں تو پھر ثابت شدہ امر کو قبول نہ کرنا بے ایمانی ہے۔ اگر کوئی تعصّبات سے الگ ہو کر اس بات میں فکر کرے کہ حقیقتیں کیونکر ثابت ہوتی ہیں اور ان کے ثبوت کے لئے قاعدہ کیا ہے تو وہ سمجھ سکتا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ایسا قاعدہ صرف ایک ہی رکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ صاف اور صریح اور بدیہی امور کو نظری امور کے ثابت کرنے کے لئے

﴿۱۵﴾

بطور دلائل کے استعمال کیا جائے اور اگر ایسے امر کو بطور دلیل کے پیش کریں کہ وہ خود نظری اور مشتبہ امر ہے جو تکلفات اور تاویلات اور تحریفات سے گھڑا گیا ہے تو اس کو دلیل نہ کہیں گے بلکہ وہ ایک الگ دعویٰ ہے جو خود دلیل کا محتاج ہے۔ افسوس کہ ہمارے سادہ لوح مولوی دلیل اور دعویٰ میں بھی فرق نہیں کر سکتے۔ اور اگر کسی دعویٰ پر دلیل طلب کی جائے تو ایک اور دعویٰ پیش کر دیتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ وہ خود محتاج ثبوت ایسا ہی ہے جیسا کہ پہلا دعویٰ۔ ہم نے اپنے مخالف الرائے مولوی صاحبوں سے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات ممات کے بارے میں صرف ایک ہی سوال کیا تھا۔ اگر ایمانداری سے اس سوال میں غور کرتے تو ان کی ہدایت کے لئے ایک ہی سوال کافی تھا مگر کسی کو ہدایت پانے کی خواہش ہوتی تو غور بھی کرتا۔ سوال یہ تھا کہ اللہ جلّ شانہٗ نے قرآن کریم میں حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت دو جگہ تـوفّـی کا لفظ استعمال کیا ہے اور یہ لفظ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بھی قرآن کریم میں آیا ہے اور ایسا ہی حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا میں بھی یہی لفظ اللہ جلّ شانہ نے ذکر فرمایا ہے اور کتنے اور مقامات میں بھی موجود ہے۔ اور ان تمام مقامات پر نظر ڈالنے سے ایک منصف مزاج آدمی پورے اطمینان سے سمجھ سکتا ہے کہ تـوفّـی کے معنے ہر جگہ قبض روح اور مارنے کے ہیں نہ اور کچھ۔ کتب حدیث میں بھی یہی محاورہ بھرا ہوا ہے۔ کتب حدیث میں توفّی کے لفظ کو صدہا جگہ پاؤ گے مگر کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ بجز مارنے کے کسی اور معنے پر بھی استعمال ہوا ہے ہرگز نہیں۔ بلکہ اگر ایک اُمّی آدمی عرب کو کہا جائے کہ تُـوُفِّـيَ زَيْدٌ تو وہ اس فقرہ سے یہی سمجھے گا کہ زید وفات پا گیا۔ خیر عربوں کا عام محاورہ بھی جانے دو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملفوظات مبارکہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ جب کوئی صحابی یا آپ کے عزیزوں میں سے فوت ہوتا تو آپؐ تـوفّـی کے لفظ سے ہی اس کی وفات ظاہر کرتے تھے اور جب آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو صحابہ نے بھی تـوفّـی کے لفظ سے ہی آپ کی وفات ظاہر کی۔ اسی طرح حضرت ابوبکر کی وفات، حضرت عمر کی وفات۔ غرض تمام صحابہ کی وفات تـوفّـی کے لفظ سے ہی تقریراً تحریراً بیان ہوئی اور مسلمانوں کی وفات کے

﴿۱۶﴾

لئے یہ لفظ ایک عزت کا قرار پایا تو پھر جب مسیح پر یہی وارد ہوا تو کیوں اس کے خود تراشیدہ معنے لئے جاتے ہیں۔ اگر یہ عام محاورہ کا فیصلہ منظور نہیں تو دوسرا طریق فیصلہ یہ ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ جو مسیح کے متعلق قرآنی آیات میں توفّی کا لفظ موجود ہے اس کے معنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے کیا کئے ہیں۔ چنانچہ ہم نے یہ تحقیقات بھی کی تو بعد دریافت ثابت ہوا کہ صحیح بخاری میں یعنی کتاب التفسیر میں آیت فلمّا توفیتنی کے معنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مارنا ہی لکھا ہے☆ اور پھر اسی موقع پر آیت انی متوفّیک کے معنے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ممیتک درج ہیں یعنی اے عیسیٰ میں تجھے مارنے والا ہوں۔ اب ان حضرات مولویوں سے کوئی پوچھے کہ پہلا فیصلہ تو تم نے منظور نہ کیا مگر صحابہ کا فیصلہ اور خاص کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ قبول نہ کرنا اور پھر بھی کہتے رہنا کہ توفی کے اور معنے ہیں ایمانداری ہے یا بے ایمانی۔ ایسے تعصب پر بھی ہزار حیف کہ ایک لفظ کے معنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے بھی سن کر قبول نہ کریں بلکہ کوئی اور معنے تراشیں اور اس فیصلہ کو منظور نہ رکھیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کر دیا ہے اور اپنی نزاع کو اللہ اور رسول کی طرف رد نہ کریں بلکہ ارسطو اور افلاطون کی منطق سے مدد لیں۔ یہ طریق صلحاء کا نہیں ہے البتہ اشقیاء ہمیشہ ایسا ہی کرتے ہیں۔ ہمارے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت سے اور کوئی بڑھ کر شہادت نہیں ہمارا تو اس بات کو سن کر بدن کانپ جاتا ہے کہ جب ایک شخص کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ پیش کیا جائے تو وہ اس کو قبول نہیں کرتا اور دوسری طرف بھٹکتا پھرتا ہے۔ پھر نہ معلوم ان حضرات کے کس قسم کے ایمان ہیں کہ نہ قرآن کریم کا فیصلہ ان کی نظر میں کچھ چیز ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ نہ صحابہ کی تفسیر۔ یہ کیسا زمانہ آ گیا کہ مولوی کہلا کر اللہ رسول کو چھوڑتے جاتے ہیں۔ اور اگر بہت تنگ کیا جائے اور کہا جائے کہ جس حالت میں رسول اللہ

☆ حاشیہ:۔ طبرانی اور مستدرک میں حضرت عائشہ سے یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اپنی وفات کی بیماری میں فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم ایک سو بیس (۱۲۰) برس تک جیتا رہا۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے توفّی کے معنے مارنا کر دیئے ہیں تو پھر کیوں آپ لوگ قبول نہیں کرتے تو آخری جواب ان حضرات کا یہ ہے کہ حضرت مسیح کی زندگی پر اجماع ہو چکا ہے پھر ہم کیونکر قبول کر لیں مگر یہ عذر بھی بدتر از گناہ اور نہایت مکروہ چالاکی اور بے ادبی ہے۔ کیونکہ جس اجماع میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم داخل نہیں ہیں بلکہ اس کے صریح مخالف ہیں وہ اجماع کے ساتھ اور کیا حقیقت رکھتا ہے۔ ماسوا اس کے اجماع کا دعویٰ بھی سراسر جھوٹ اور افترا ہے۔ دیکھو کتاب مجمع بحار الانوار جلد اول صفحہ ۲۸۶ جو اس میں حَکَمًا کے لفظ کی شرح میں لکھا ہے ینزل (ای ینزل عیسٰی) حکَمًا ای حاکما بھذہ الشریعة لا نبیًّا و الاکثر انّ عیسٰی لم یمت و قال مالک مات و ھو ابن ثلٰث و ثلٰثین سنة یعنی عیسیٰ ایسی حالت میں نازل ہوگا جو اس شریعت کے مطابق حکم کرے گا نہ نبی ہو کر۔ اور اکثر کا یہ قول ہے کہ عیسیٰ نہیں مرا۔ **اور امام مالک نے کہا ہے کہ عیسیٰ مر گیا اور وہ تینتیس ۳۳ برس کا تھا جب فوت ہوا۔** اب دیکھو کہ امام مالکؒ کس شان اور مرتبہ کا امام اور خیر القرون کے زمانہ کا اور کروڑہا آدمی ان کے پیرو ہیں۔ جب انہیں کا یہ مذہب ہوا تو گویا یہ کہنا چاہیئے کہ کروڑہا عالم فاضل اور متقی اور اہل ولایت جو سچے پیرو حضرت امام صاحب کے تھے ان کا یہی مذہب تھا کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں کیونکہ ممکن نہیں کہ سچا پیرو اپنے امام کی مخالفت کرے خاص کر ایسے امر میں جو نہ صرف امام کا قول بلکہ خدا کا قول رسول کا قول صحابہ کا قول تابعین کا تبع تابعین کا قول ہے۔ اب ذرہ شرم کرنا چاہیئے کہ جب ایسا عظیم الشان امام جو تمام ائمہ حدیث سے پہلے ظہور پذیر ہوا اور تمام احادیث نبویہ پر گویا ایک دائرہ کی طرح محیط تھا جب اسی کا یہ مذہب ہو تو کس قدر حیا کے برخلاف ہے کہ ایسے مسئلہ میں اجماع کا نام لیں افسوس کہ حضرات مولوی صاحبان عوام کو دھوکہ تو دیتے ہیں مگر بولنے کے وقت یہ خیال نہیں کرتے کہ دنیا تمام اندھی نہیں کتابوں کو دیکھنے والے اور خیانتوں کو ثابت کرنے والے بھی تو اسی قوم میں موجود ہیں۔ یہ نام کے مولوی جب دیکھتے ہیں کہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے پیش کرنے سے عاجز آ گئے اور گریز گاہ باقی نہیں رہا اور کوئی حجت ہاتھ میں نہیں تو ناچار ہو کر کہہ دیتے

﴿۱۷﴾

ہیں کہ اس پر اجماع ہے کسی نے سچ کہا ہے کہ ملا آن باشد کہ بند نشود اگرچہ دروغ گوید۔ یہ حضرات یہ بھی جانتے ہیں کہ خود اجماع کے معنوں میں ہی اختلاف ہے۔ بعض صحابہ تک ہی محدود رکھتے ہیں۔ بعض قرون ثلاثہ تک بعض ائمہ اربعہ تک مگر صحابہ اور ائمہ کا حال تو معلوم ہو چکا اور اجماع کے توڑنے کے لئے ایک فرد کا باہر رہنا بھی کافی ہوتا ہے چہ جائے کہ امام مالک رضی اللہ عنہ جیسا عظیم الشان امام جس کے قول کے کروڑ ہا آدمی تابع ہوں گے حضرت عیسیٰ کی وفات کا صریح قائل ہو۔ اور پھر یہ لوگ کہیں کہ ان کی حیات پر اجماع ہے۔ شرم۔ شرم۔ شرم۔ اور اجماع کے بارے میں امام احمد رضی اللہ عنہ کا قول نہایت تحقیق اور انصاف پر مبنی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اجماع کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لئے سچی اور کامل دستاویز قرآن اور حدیث ہی ہے باقی ہمہ ہیچ۔ مگر جو حدیث قرآن کی بینات محکمات کے مخالف ہوگی اور اس کے قصص کے برخلاف کوئی قصہ بیان کرے گی۔ وہ دراصل حدیث نہیں ہوگی کوئی محرّف قول ہوگا یا سرے سے موضوع اور جعلی۔ اور ایسی حدیث بلاشبہ رد کے لائق ہوگی۔ لیکن یہ خدا تعالیٰ کا فضل اور کرم ہے کہ مسئلہ وفات مسیح میں کسی جگہ حدیث نے قرآن شریف کی مخالفت نہیں کی بلکہ تصدیق کی۔ قرآن میں متوفیك آیا ہے حدیث میں ممیتك آ گیا ہے۔ قرآن میں فلمّا توفیتنی آیا۔ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی لفظ فلمّا توفیتنی بغیر تغیر و تبدیل کے اپنے پر وارد کر کے ظاہر فرما دیا کہ اس کے معنے مارنا ہے نہ اور کچھ اور نبی کی شان سے بعید ہے کہ خدا تعالیٰ کے مرادی معنوں کی تحریف کرے۔ اور ایک آیت قرآن شریف کی جس کے معنے خدا تعالیٰ کے نزدیک زندہ اٹھالینا ہو اسی کو اپنی طرف منسوب کر کے اس کے معنے مار دینا کر دیوے یہ تو خیانت اور تحریف ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس گندی کارروائی کو منسوب کرنا میرے نزدیک اول درجہ کا فسق بلکہ کفر کے قریب قریب ہے۔ افسوس کہ حضرت عیسیٰ کی زندگی ثابت کرنے کے لئے ان خیانت پیشہ مولویوں کی کہاں تک نوبت پہنچی ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی محرف القرآن ٹھہرایا بجز اس کے کیا کہیں کہ

﴾۱۸﴿

لعنة اللّٰه علی الخائنین الکاذبین یہ بات نہایت سیدھی اور صاف تھی کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت **فلمّا توفیتنی** کو اسی طرح اپنی ذات کی نسبت منسوب کرلیا جیسا کہ وہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب تھی اور منسوب کرنے کے وقت یہ نہ فرمایا کہ اس آیت کو جب حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب کریں تو اس کے اور معنے ہوں گے اور جب میری طرف منسوب ہو تو اس کے اور معنے ہیں۔ حالانکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت میں کوئی معنوی تغییر و تبدیل ہوتی تو رفع فتنہ کے لئے یہ عین فرض تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس تشبیہ و تمثیل کے موقعہ پر فرما دیتے کہ میرے اس بیان سے کہیں یوں نہ سمجھ لینا کہ جس طرح میں قیامت کے دن **فلمّا توفیتنی** کہہ کر جناب الٰہی میں ظاہر کروں گا کہ بگڑنے والے لوگ میری وفات کے بعد بگڑے۔ اسی طرح حضرت مسیح بھی **فلمّا توفیتنی** کہہ کر یہی کہیں گے کہ میری وفات کے بعد میری امت کے لوگ بگڑے کیونکہ **فلمّا توفیتنی** سے میں تو اپنا وفات پانا مراد رکھتا ہوں لیکن مسیح کی زبان سے جب **فلمّا توفیتنی** نکلے گا تو اس سے وفات پانا مراد نہیں ہوگا بلکہ زندہ اٹھایا جانا مراد ہوگا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرق کر کے نہیں دکھلایا جس سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں موقعوں پر ایک ہی معنے مراد لئے ہیں۔ پس اب ذرا آنکھ کھول کر دیکھ لینا چاہیئے کہ جبکہ **فلمّا توفیتنی** کے لفظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ دونو شریک ہیں گویا یہ آیت دونو کے حق میں وارد ہے تو اس آیت کے خواہ کوئی معنے کرو دونو اس میں شریک ہوں گے۔ سو اگر تم یہ کہو کہ اس جگہ توفی کے معنے زندہ آسمان پر اٹھایا جانا مراد ہے تو تمہیں اقرار کرنا پڑے گا کہ اس زندہ اٹھائے جانے میں حضرت عیسیٰ کی کچھ خصوصیت نہیں بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں کیونکہ آیت میں دونو کی مساوی شراکت ہے۔ لیکن یہ تو معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ آسمان پر نہیں اٹھائے گئے بلکہ وفات پا گئے ہیں اور مدینہ منورہ میں آپ کی قبر مبارک موجود ہے تو پھر اس سے تو بہرحال ماننا پڑا کہ حضرت عیسیٰ بھی وفات پا گئے ہیں۔ اور

لطف تو یہ کہ حضرت عیسیٰ کی بھی بلاد شام میں قبر موجود ہے اور ہم زیادہ صفائی کے لئے اس جگہ حاشیہ میں اخویم حبّی فی اللّٰہ سید مولوی **محمد السعیدی** طرابلسی کی شہادت درج کرتے ہیں اور وہ طرابلس بلاد شام کے رہنے والے ہیں اور انہیں کی حدود میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر[1] ہے

[1] جب میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کی نسبت حضرت سید مولوی محمد السعیدی طرابلسی الشامی سے بذریعہ خط دریافت کیا تو انہوں نے میرے خط کے جواب میں یہ خط لکھا جس کو میں ذیل میں معہ ترجمہ لکھتا ہوں۔ ﴿۱۹﴾

یا حضرة مولانا و امامنا السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته نسأل اللّٰه الشافی ان یشفیکم. اماما سالتم عن قبر عیسی علیه السلام وحالات اخری مما یتعلق به فابیّنه مفصّلا فی حضرتکم وهو ان عیسٰی علیه السلام ولد فی بیت لحم وبینه وبین بلدة القدس ثلثة اقواس وقبره فی بلدة القدس والی الان موجود وهنالك کنیسة وهی اکبر الکنائس من کنائس النصاری وداخلها قبر عیسٰی علیه السلام کما هو مشهود وفی تلك الکنیسة ایضا قبر امه مریم ولکن کل من القبرین علیحدة وکان اسم بلدة القدس فی عهد بنی اسرائیل یروشلم ویقال ایضا اورشلیم وسمّیت من بعد المسیح ایلیاء ومن بعد الفتوح الاسلامیة الی هذا الوقت اسمها القدس والاعاجم تسمیها بیت المقدس

اے حضرت مولانا و امامنا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں خدا تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ آپ کو شفا بخشے۔ (میری بیماری کی حالت میں یہ خط شامی صاحب کا آیا تھا) جو کچھ آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کی قبر اور دوسرے حالات کے متعلق سوال کیا ہے سو میں آپ کی خدمت میں مفصل بیان کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت اللحم میں پیدا ہوئے اور بیت اللحم اور بلدہ قدس میں تین کوس کا فاصلہ ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلدہ قدس میں ہے اور اب تک موجود ہے اور اس پر ایک گرجا بنا ہوا ہے اور وہ گرجا تمام گرجاؤں سے بڑا ہے اور اس کے اندر حضرت عیسیٰ کی قبر ہے اور اسی گرجا میں حضرت مریم صدیقہ کی قبر ہے اور دونو قبریں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اور بنی اسرائیل کے عہد میں بلدہ قدس کا نام یروشلم تھا اور اس کو اورشلم بھی کہتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ کے فوت ہونے کے بعد اس شہر کا نام ایلیا رکھا گیا اور پھر فتوح اسلامیہ کے بعد اس وقت تک اس شہر کا نام قدس کے نام سے مشہور ہے اور عجمی لوگ اس کو بیت المقدس کے نام سے بولتے ہیں۔ ﴿۲۱﴾

اور اگر کہو کہ وہ قبر جعلی ہے تو اس جعل کا ثبوت دینا چاہیئے۔ اور ثابت کرنا چاہیئے کہ کس وقت یہ ﴿۱۹﴾

و اما عدة اميال الفصل بينها و بين طرابلس فلا اعلمها تحقيقا نعم يعلم تقريبا نظرا على الطرق و المنازل. وتختلف الطرق. الطريق الاول من طرابلس الى بيروت فمن طرابلس الى بيروت منزلين متوسطين (وقدر المنزل عندنا من الصباح الى قريب العصر) ومن بيروت الى صيدا منزل واحد ومن صيدا الى حيفا منزل واحد ومن حيفا الى عكّا منزل واحد ومن عكّا الى سور منزل واحد و يقال لبلاد الشام سوريه نسبةً الى تلكَ البلدة فى القديم. ثم من سور الى يافا منزل كبير وهى على ساحل البحر ومنها الى القدس منزل صغير والان صنع الريل منها الى القدس ويصل القاصد من يا فاالى القدس فى اقل من ساعةفعدةالمسافة من طرابلس الى القدس تسعة ايام مع الراحة واليها طرق من طرابلس واقربها طريق البحر بحيث لوركب الانسان من طرابلس بالمركب النارى يصل الى يافا بيوم وليلة ومنها الى القدس ساعة فى الريل ﴿۲۰﴾

مگر طرابلس اور قدس میں جو فاصلہ ہے میں تحقیقی طور پر اس کو بتلا نہیں سکتا کہ کس قدر ہے ہاں راہوں اور منزلوں کے لحاظ سے تقریباً معلوم ہے۔ اور طرابلس سے قدس کی طرف جانے کی کئی راہیں ہیں۔ ایک راہ یہ ہے کہ طرابلس سے بیروت کو جائیں اور طرابلس سے بیروت تک دو متوسط منزلیں ہیں۔ اور ہم لوگ منزل اس کو کہتے ہیں جو صبح سے عصر تک سفر کیا جائے اور پھر بیروت سے صیدا تک ایک منزل ہے اور صیدا سے حیفا تک ایک منزل اور حیفا سے عکا تک ایک منزل اور عکا سے سور تک ایک منزل اور بلاد شام کو سوریہ اسی نسبت کی وجہ سے کہتے ہیں یعنی اس بلدہ قدیمہ کی طرف منسوب کر کے سوریہ نام رکھتے ہیں پھر سور سے یافا تک ایک منزل کبیر ہے اور یافا بحر کے کنارے پر ہے اور یافا سے قدس تک ایک چھوٹی سی منزل ہے اور اب یافا سے قدس تک ریل طیار ہو گئی ہے۔ اور اگر ایک مسافر یافا سے قدس کی طرف سفر کرے تو ایک گھنٹہ سے پہلے پہنچ جاتا ہے۔ سو اس حساب سے طرابلس سے قدس تک نو۹ دن کا سفر آرام کے ساتھ ہے مگر سمندر کا راہ نہایت قریب ہے۔ اور اگر انسان اگن بوٹ میں بیٹھ کر طرابلس سے قدس کو جانا چاہے تو یافا تک صرف ایک دن اور رات میں پہنچ جائے گا اور یافا سے قدس تک صرف ایک گھنٹہ کے اندر۔ ﴿۲۲﴾

جَعل بنایا گیا ہے اور اس صورت میں دوسرے انبیاء کی قبروں کی نسبت بھی تسلی نہیں رہے گی اور امان اٹھ جائے گا۔ اور کہنا پڑے گا کہ شاید وہ تمام قبریں جعلی ہی ہوں۔ بہرحال آیت فلمّا توفیتنی سے یہی معنے ثابت ہوئے کہ مار دیا۔ بعض نادان نام کے مولوی کہتے ہیں کہ یہ تو سچ ہے کہ اس آیت فلمّا توفیتنی کے مارنا ہی معنے ہیں نہ اور کچھ لیکن وہ موت نزول کے بعد وقوع میں آئے گی اور اب تک واقع نہیں ہوئی۔

لیکن افسوس کہ یہ نادان نہیں سمجھتے کہ اس طور سے آیت کے معنے فاسد ہو جاتے ہیں کیونکہ آیت کے معنے تو یہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ جناب الٰہی میں عرض کریں گے کہ میری امت کے لوگ میرے مرنے کے بعد بگڑے ہیں۔ یعنی جب تک میں زندہ تھا وہ سب صراط مستقیم پر قائم تھے اور میرے مرنے کے بعد میری امت بگڑی۔ نہ میری زندگی میں۔

سو اگر یہ کہا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک فوت نہیں ہوئے تو ساتھ ہی یہ بھی اقرار کرنا پڑے گا کہ ان کی امت بھی اب تک بگڑی نہیں۔ کیونکہ آیت اپنے منطوق سے صاف بتلا رہی ہے کہ امت نہیں بگڑے گی جب تک وہ فوت نہ ہو جائیں۔ اور فوت کا لفظ یا یوں کہو کہ مرنے کی حقیقت کھلی کھلی ہے جس کو سارا جہان جانتا ہے۔ اور وہ یہ کہ جب ایک انسان کو فوت شدہ کہیں گے تو اس سے یہی مراد ہوگی کہ ملک الموت نے اس کی روح کو قبض کر کے بدن سے علیحدہ کر دیا ہے۔ اب مصنّفین☆ انصافاً بتلاویں کہ حضرت عیسیٰ کی وفات پر اس سے زیادہ تر کیا ثبوت ہوگا اور کیا دنیا میں اس سے زیادہ تر منطقی فیصلہ ممکن ہے جو اس آیت نے کر دیا۔ پھر اس کے مقابل پر یہودیوں کی طرح خدا تعالیٰ کی پاک کلام کو تحریف کر کے اور گندے دل کے ساتھ

﴿۲۰﴾

والسلام علیکم ورحمة الله و بركاته ادام اللّٰه وجودكم وحفظكم وايدكم ونصركم على اعدائكم. اٰمين.	والسلام۔ خدا آپ کو سلامت رکھے اور نگہبان اور مددگار ہو اور دشمنوں پر فتح بخشے۔ آمین۔ منه

كتبه خادمكم محمد السعيدی الطرابلسی عفا الله عنه

☆ ''مصنّفین'' سہو کتابت ہے۔ درست ''منصفین'' ہے۔ (ناشر)

اپنی طرف سے اس کے معنے گھڑنا اگر فسق اور الحاد کا طریق نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ انصاف یہ تھا کہ اگر اس قطعی اور یقینی ثبوت کو ماننا نہیں تھا تو اس کو توڑ کر دکھلاتے۔ مگر ہمارے مخالفوں نے ایسا نہیں کیا اور تاویلات رکیکہ کر کے اور سچائی کے راہوں کو بکلی چھوڑ کر ہم پر ثابت کر دیا کہ ان کو سچائی کی کچھ بھی پروا نہیں ہے۔

انہوں نے انکار حیات عیسیٰ کو کلمۂ کفر تو ٹھہرایا مگر آنکھ کھول کر نہ دیکھا کہ قرآن اور نبی آخر الزمان دونوں متفق اللفظ واللسان حضرت عیسیٰ کی وفات کے قائل ہیں۔ امام مالک جیسے جلیل الشان امام قائل وفات ہو گئے۔ اور امام بخاری جیسے مقبول الزمان امام حدیث نے محض وفات کے ثابت کرنے کے لئے دو متفرق مقامات کی آیتوں کو ایک جگہ جمع کیا۔ ابن قیّم جیسے محدث نے مدارج السالکین میں وفات کا اقرار کر دیا۔ ایسا ہی علامہ شیخ علی بن احمد نے اپنی کتاب سراج منیر میں ان کی وفات کی تصریح کی۔ معتزلہ کے بڑے بڑے علماء وفات کے قائل گزر گئے۔ پر ابھی تک ہمارے مخالفوں کی نظر میں حضرت عیسیٰ کی حیات پر اجماع ہی رہا۔ یہ خوب اجماع ہے۔ خدا تعالیٰ ان لوگوں کے حال پر رحم کرے یہ تو حد سے گزر گئے۔ جو باتیں اللہ اور رسول کے قول سے ثابت ہوتی ہیں انہیں کو کلمات کفر قرار دیا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ ﴿۲۱﴾

اب ہم اس تقریر کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتے اور نہ ہم جتلانا چاہتے ہیں کہ مولوی رسل بابا صاحب کا رسالہ حیات المسیح کس قدر بے بنیاد اور واہیات باتوں سے پُر ہے۔ لیکن نہایت ضروری امر جس کے لئے ہم نے یہ رسالہ لکھا ہے یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے اپنے رسالہ مذکورہ میں محض عوام کا دل خوش کرنے کے لئے یہ چند لفظ بھی منہ سے نکال دیئے ہیں کہ اگر ہمارے دلائل حیات مسیح توڑ کر دکھلاویں تو ہم ہزار روپیہ دیں گے۔ اگر چہ دلائل کا حال تو معلوم ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے ناحق چند ورق سیاہ کر کے ایک قدیم پردہ اپنا فاش کیا اور ایسی بے ہودہ باتیں لکھیں کہ بجز دو نام کے ہم تیسرا نام ان کا رکھ ہی نہیں سکتے۔ یعنی یا تو وہ صرف دعاوی ہیں جن کو دلیل کہنا بیجا اور حمق ہے۔ اور یا یہودیوں کی طرح قرآن شریف کی

تحریف ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل میں بھی یہ یقین جما ہوا ہے کہ میری کتاب میں کچھ نہیں اس لئے انہوں نے اس پردہ پوشی کے لئے آخر کتاب کے کہہ بھی دیا ہے کہ میری کتاب سمجھ میں نہیں آئے گی۔ جب تک کوئی سبقاً سبقاً مجھ سے نہ پڑھے۔ یہ کیوں کہا۔ صرف اس لئے کہ ان کو معلوم تھا کہ میری کتاب دلائل شافیہ سے محض خالی اور طبل تہی ہے۔ اور ضرور جاننے والے جان جائیں گے کہ اس میں کچھ نہیں۔ لہٰذا تعلیق بالمحال کی طرح انہوں نے یہ کہہ دیا کہ وہ دلائل جو میں نے لکھے ہیں ایسے پوشیدہ ہیں کہ وہ ہر یک کو نظر نہیں آئیں گے اور صرف میری زبان ان کی کنجی رہے گی اور جب تک کوئی میرے دروازہ پر ایک مدت ٹھہر کر اور میری شاگردی اختیار کر کے اس مجموعہ بکواس کو سبقاً سبقاً مجھ سے نہ پڑھے تب تک ممکن ہی نہیں کہ ان اوراق پراگندہ سے کچھ حاصل ہو سکے۔ اے فضول گو مولوی اگر تیرے دلائل ایسے ہی گور میں پڑے ہوئے اور تاریکی میں اترے ہوئے ہیں کہ وہ تیری کتاب میں ایک زندہ ثبوت کی طرح اپنا وجود بتلا ہی نہیں سکتے تو ایسی بیہودہ اور فضول کتاب کے بنانے کی ضرورت ہی کیا تھی جب تجھے خود معلوم تھا کہ دلائل نہایت نکمے اور بے معنی ہیں یہاں تک کہ تیرے زبانی بکواس کے سوا بے نشان ہیں تو ایسی کتاب کا لکھنا ہی بے سود تھا۔ بلکہ ان کا دلائل نام رکھنا ہی بے محل اور جائے شرم اور یاوہ گوئی میں داخل ہے۔

﴿۲۲﴾

اگرچہ اس پُرفتن دنیا میں ہزاروں طرح کے فریب ہو رہے ہیں مگر ایسا فریب کسی نے کم سنا ہوگا کہ جو اس مولوی رسل بابا صاحب نے کیا کہ دلائل سمجھنے کے لئے شاگردی اور سبقاً سبقاً کتاب پڑھنے کی شرط لگا دی اور دل میں یقین کر لیا کہ یہ تو کسی دانا سے ہرگز نہیں ہوگا کہ ایک نادان غبی کی شاگردی اختیار کرے اور اس کے شیطانی رسالہ کو سبقاً سبقاً اس سے پڑھے اس امید سے کہ حضرت مسیح کی زندگی کے دلائل ایسے پوشیدہ طور پر اس کی کتاب میں چھپے ہوئے ہیں کہ تمام دنیا اپنی آنکھوں سے ان کو دیکھ نہیں سکتی اور نہ ان کے رسالہ میں ان کا کچھ پتا لگا سکتی ہے۔ اگرچہ ہزار یا کروڑ مرتبہ پڑھے اور نہ رسالہ میں ان کا کچھ پتہ لگ سکتا ہے کہ کہاں ہیں۔ صرف

مصنف کی رہنمائی سے نظر آ سکتے ہیں۔ ورنہ قیامت تک پتہ لگنے سے نومیدی ہے۔
اے ناظرین کیا آپ لوگوں نے کبھی اس سے پہلے بھی کوئی ایسی کتاب سنی ہے جس کے دلائل کتاب میں درج ہو کر پھر بھی مصنف کے پیٹ میں ہی رہیں۔ افسوس کہ آج کل کے ہمارے مولویوں میں ایسی ہی بیہودہ مکاریاں پائی جاتی ہیں جن سے مخالفین کو ہنسی اور ٹھٹھے کا موقعہ ملتا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ جو فاضل اور عالم اور واقعی اہل علم ہیں وہ تو ان کوتہ اندیشوں اور نادانوں سے کنارہ کر کے ہماری طرف آتے جاتے ہیں۔ رہے نام کے مولوی جو اردو بھی اچھی ﴿۲۳﴾ طرح لکھ نہیں سکتے اور قرآن کریم اور احادیث سے بے خبر ہیں وہ صرف آبائی تقلید کی وجہ سے ہمارے ایسے مخالف ہو گئے ہیں کہ خدا جانے ہم نے ان کے کس باپ یا دادے کو قتل کر دیا ہے۔ ان لوگوں کا رات دن کا وظیفہ گالیاں اور ٹھٹھا اور تکفیر ہے گویا کبھی مرنا نہیں۔ کبھی پوچھے جانا نہیں کہ تم نے کیوں مسلمانوں کو کافر کہا۔ خدا تعالیٰ سے لڑائی کر رہے ہیں ضد سے باز نہیں آتے۔ مگر ضرور تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی بھی پوری ہوتی کہ مہدی معہود یعنی وہی مسیح موعود جب ظہور کرے گا تو اس وقت کے مولوی اس پر فتوائے کفر لکھیں گے۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ لوگ فتویٰ لکھنے والے تمام دنیا کے شریروں سے بدتر ہوں گے اور روئے زمین پر ایسا کوئی بھی فاسق نہیں ہوگا جیسا کہ وہ اور ہرگز قبول نہیں کریں گے مگر نفاق سے۔ افسوس کہ ان سادہ لوحوں کو اتنی بھی سمجھ نہیں کہ جو شخص اللہ اور رسول کے قول کے مطابق کہتا ہے وہ کیونکر کافر ہو جائے گا۔ کیا کوئی شخص اس بات کو قبول کر لے گا کہ وہ ہزار ہا اکابر اور اہل اللہ جو تیرہ سو برس تک یعنی ان دنوں تک حضرت عیسیٰ کا فوت ہو جانا مانتے چلے آئے وہ سب کافر ہی ہیں۔ اور نعوذ باللہ امام مالک رضی اللہ عنہ بھی کافر ہیں جنہوں نے کروڑ ہا اپنے پیرووں کو یہی تعلیم دی اور نعوذ باللہ امام بخاری بھی کافر جنہوں نے حضرت عیسیٰ کی موت کے بارے میں اپنی صحیح میں ایک خاص باب باندھا۔ ابن قیّم بھی کافر جنہوں نے ان کو حضرت موسیٰ کی طرح موتٰی میں داخل کیا۔ اور ان بزرگوں کے مسلمان جاننے والے بھی سب کافر۔ اور معتزلہ تمام کافر جن کا مذہب

ہی یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ درحقیقت فوت ہوگئے۔

اے بھلے مانس مولویو کیا تمہیں ایک دن موت نہیں آئے گی جو شوخی اور چالاکی کی راہ سے سارے جہان کو کافر بنا دیا۔ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ جو تمہیں السلام علیکم کہے اس کو یہ مت کہو کہ لَسْتَ مُؤْمِنًا یعنی اس کو کافر مت سمجھو وہ تو مسلمان ہے۔ لیکن تم نے ان کو کافر ٹھہرایا جو تمام ایمانی عقائد میں تمہارے شریک ہیں۔ اہل قبلہ ہیں اور شرک سے بیزار اور مدارِ نجات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی جانتے ہیں اور پیروی سے منہ پھیرنے والے کو لعنتی اور جہنمی اور ناری سمجھتے ہیں۔ اے شریر مولویو ذرہ مرنے کے بعد دیکھنا کہ اس جلد بازی کی شرارت کا تمہیں کیا پھل ملتا ہے۔ کیا تم نے ہمارا سینہ چاک کیا اور دیکھ لیا کہ اندر کفر ہے ایمان نہیں اور سینہ سیاہ ہے روشن نہیں۔ ذرہ صبر کرو اس دنیا کی عمر کچھ بہت لمبی نہیں۔

تمہارے نزدیک صرف چند فتنہ انگیز مولوی جو اسلام کے لئے جائے عار ہیں مسلمان ہیں اور باقی سارا جہان کافر۔ افسوس کہ یہ لوگ کس قدر سخت دل ہوگئے۔ کیسے پردے ان کے دلوں پر پڑ گئے۔ یا الٰہی اس امت پر رحم کر اور ان مولویوں کے شرّ سے ان کو بچالے اور اگر یہ ہدایت کے لائق ہیں تو ان کی ہدایت کر ورنہ ان کو زمین پر سے اٹھالے تا زیادہ شر نہ پھیلے اور یہ لوگ درحقیقت مولوی بھی تو نہیں ہیں تبھی تو ہم نے ان لوگوں کے سرگروہ اور امام الفتن اور استاد **شیخ محمد حسین بطالوی** کو اپنے رسالہ نور الحق میں مخاطب کر کے کہا ہے کہ اگر اس کو عربیت میں کوئی حصہ نصیب ہے تو اس رسالہ کی نظیر بنا کر پیش کرے اور پانچ ہزارؔ روپیہ انعام پاوے مگر شیخ نے اس طرف منہ بھی نہیں کیا حالانکہ شیخ مذکور ان تمام لوگوں کے لئے بطور استاد کے ہے اور اُسی کی تحریکوں سے یہ مُردے جنبش کر رہے ہیں۔

﴿۲۴﴾

ہم بار بار کہتے ہیں اور زور سے کہتے ہیں کہ شیخ اور یہ تمام اُس کے ذریات محض جاہل اور نادان اور علوم عربیہ سے بے خبر ہیں۔ ہم نے تفسیر سورۃ الفاتحہ انہیں لوگوں کے امتحان کی غرض سے لکھی اور رسالہ نور الحق اگرچہ عیسائیوں کی مولویت آزمانے کے لئے لکھا گیا مگر یہ چند مخالف

یعنی **شیخ محمد حسین بطّالوی** اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے میاں رسل بابا وغیرہ جو مکفّر اور بدگو اور بدزبان ہیں اس خطاب سے باہر نہیں ہیں۔ الہام سے یہی ثابت ہوا ہے کہ کوئی کافروں اور مکفروں سے رسالہ نور الحق کا جواب نہیں لکھ سکے گا۔ کیونکہ وہ جھوٹے اور کاذب اور مُفتری اور جاہل اور نادان ہیں۔

اگر یہ ہمارے الہام کو الہام نہیں سمجھتے اور اپنے خبیث باطن کی وجہ سے اس کو ہماری بناوٹ یا شیطانی وسوسہ خیال کرتے ہیں تو رسالہ نور الحق کا جواب میعاد مقررہ میں لکھیں اور اگر نہیں لکھ سکتے تو ہمارا الہام ثابت۔ پھر جن لوگوں نے اپنی نالیاقتی اور بے علمی دکھلا کر ہمارا الہام آپ ہی ثابت کر دیا تو وہ ایک طور سے ہمارے دعوے کو تسلیم کر گئے۔ پھر مخالفانہ بکواس قابل سماعت نہیں اور ہماری طرف سے تمام پادریان اور **شیخ محمد حسین بطّالوی اور مولوی رسل بابا امرتسری اور دوسرے ان کے سب رفقاء اس مقابلہ کے لئے مدعو ہیں اور درخواست مقابلہ کے لئے ہم نے اِن سب کو اخیر جون ۱۸۹۴ء تک مہلت دی ہے اور رسالہ بالمقابل شائع کرنے کے لئے روزِ درخواست سے تین مہینہ کی مہلت ہے۔**

پھر اگر اخیر جون ۱۸۹۴ء تک درخواست نہ کریں تو بعد اُس کے کوئی درخواست سنی نہیں جائے گی اور نادانی ان کی ہمیشہ کے لئے ثابت ہو جائے گی اور مولویت کا لفظ اُن سے چھین لیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ ماہ جون ۱۸۹۴ء کے اندر بالمقابل رسالہ بنانے کے لئے درخواست کر دیں تو تمام درخواست کنندوں کی ایک ہی درخواست سمجھی جائے گی اور صرف پانچ ہزار روپیہ جمع کرا دیا جائے گا نہ زیادہ۔ اور ان میں سے جو لوگ رسالہ بالمقابل بنانے میں فتح یاب سمجھے جائیں گے خواہ وہ عیسائی ہوں گے اور یا یہ حق کے مخالف نام کے مولوی اور یا دونوں۔ وہ اس پانچ ہزار روپیہ کو آپس میں تقسیم کر لیں گے اور ان کا اختیار ہوگا کہ سب اکٹھے ہو کر رسالہ بنا دیں غالباً اس طرح سے ان کو آسانی ہوگی مگر آخری نتیجہ ان کے لئے یہی ہوگا کہ **خسر الدنیا و الآخرة و سواد الوجه فی الدارین** ۔ اور اگر ہم ان کی اس درخواست کے آنے کے بعد جس پر کم سے کم دس

﴿۲۵﴾

مشہور رئیسوں کی گواہیاں ثبت ہونی چاہئیں اور جو کسی اخبار میں چھاپ کر ہمیں رجسٹری کرا کر پہنچانی چاہیئے ۔ تین ہفتہ تک کسی بنک میں پانچ ہزار روپیہ جمع نہ کراویں تو ہم کاذب اور ہمارا سب دعویٰ کذب متصور ہوگا کیونکہ زبانی انعام دینے کا دعویٰ کرنا کچھ چیز نہیں ایک کاذب بدنیت بھی ایسا کر سکتا ہے۔ سچا وہی ہے کہ جو اُس کی زبان سے نکلا اس کو کر دکھاوے۔ ورنہ لعنة اللّٰہ علی الکاذبین ۔ لیکن اگر ہم نے روپیہ جمع کرا دیا اور پھر نفاق پیشہ لوگ مقابل پر آنے سے بھاگ گئے تو اس بدعہدی کے باعث سے جو کچھ خرچہ ہمارے عائد حال ہوگا وہ سب براہ راست یا بذریعہ عدالت اُن سے لیا جائے گا اور نیز اس حالت میں بھی کہ جب وہ جواب لکھنے میں عہدہ برا نہ ہو سکیں اس کا اقرار بھی ان کی درخواست میں ہونا چاہیئے ۔

اب ہم مولوی رسل بابا کے ہزار روپیہ کے انعام کا ذکر کرتے ہیں۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ مولوی رسل بابا صاحب نے اپنے رسالہ حیات المسیح کو ہزار روپیہ انعام کی شرط سے شائع کیا ہے کہ جو شخص اُن کے دلائل کو توڑ دے اس کو ہزار روپیہ انعام دیا جائے۔ مگر مولوی صاحب موصوف نے اسی رسالہ میں یہ بھی بیان کر دیا ہے کہ وہ دلائل رسالہ مذکورہ میں ایک معما یا چیستان کی طرح مخفی رکھے گئے ہیں وہ کسی کو معلوم ہی نہیں ہو سکتے جب تک کوئی انہیں سے اس رسالہ کو سبقاً سبقاً نہ پڑھے۔ عقلمند معلوم کر گئے ہوں گے کہ یہ باتیں کس خوف نے ان کے منہ سے نکلوائی ہیں اور کون سا دل میں دھڑکا تھا جس سے ان روباہ بازیوں کی ضرورت ہوئی ہم تو ان باتوں کے سنتے ہی ڈائن کے اڑھائی حرف معلوم کر گئے اور سمجھ گئے کہ کس درد سے یہ سیاپا کیا گیا ہے اور کس خوف سے دلائل کا حوالہ اپنے پیٹ کی طرف دیا گیا ہے۔

بہرحال ہم ان کو اس رسالہ کے ذریعہ سے فہمائش کرتے ہیں کہ وہ ماہ جون ۱۸۹۴ء کے اخیر تک ہزار روپیہ خواجہ یوسف شاہ صاحب اور شیخ غلام حسن صاحب اور میر محمود شاہ صاحب کے پاس یعنی بالاتفاق تینوں کے پاس جمع کرا کر اُن کی دستی تحریر کے ساتھ ہم کو اطلاع دیں جس تحریر میں اُن کا یہ اقرار ہو کہ ہزار روپیہ ہم نے وصول کر لیا اور ہم اقرار کرتے ہیں کہ مرزا غلام احمد

﴿۲۶﴾

یعنی راقم ھٰذا کے غلبہ ثابت ہونے کے وقت یہ ہزار روپیہ ہم بلاتوقف مرزا مذکور کو دے دیں گے اور رسل بابا کا اس سے کچھ تعلق نہ ہوگا۔ اس تحریر کی اس لئے ضرورت ہے کہ تا ہمیں بکلی اطمینان ہو جائے اور سمجھ لیں کہ روپیہ ثالثوں کے قبضہ میں آ گیا ہے اور تا ہم اس کے بعد مولوی رسل بابا کے رسالہ کی بیخ کنی کرنے کے لئے مشغول ہو جائیں۔ اور ہم قصہ کوتاہ کرنے کے لئے اس بات پر راضی ہیں کہ **شیخ محمد حسین بطالوی** یا ایسا ہی کوئی زہرناک مادہ والا فیصلہ کرنے کے لئے مقرر ہو جائے فیصلہ کے لئے یہی کافی ہوگا کہ **شیخ بطالوی** مولوی رسل بابا صاحب کے رسالہ کو پڑھ کر اور ایسا ہی ہمارے رسالہ کو اول سے آخر تک دیکھ کر ایک عام جلسہ میں قسم کھا جائیں اور قسم کا یہ مضمون ہو کہ اے حاضرین بخدا میں نے اول سے آخر تک دونوں رسالوں کو دیکھا اور مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ درحقیقت مولوی رسل بابا صاحب کا رسالہ یقینی اور قطعی طور پر حضرت عیسیٰ کی زندگی ثابت کرتا ہے۔ اور جو مخالف کا رسالہ نکلا ہے اس کے جوابات سے اس کے دلائل کی بیخ کنی نہیں ہوئی۔ اور اگر مَیں نے جھوٹ کہا ہے یا میرے دل میں اس کے برخلاف کوئی بات ہے تو مَیں دعا کرتا ہوں کہ ایک سال کے اندر مجھے جذام ہو جائے یا اندھا ہو جاؤں یا کسی اور برے عذاب سے مَر جاؤں فقط۔ تب تمام حاضرین تین مرتبہ بلند آواز سے کہیں کہ آمین آمین آمین۔ اور جلسہ برخاست ہو۔

پھر اگر ایک سال تک وہ قسم کھانے والا ان بلاؤں سے محفوظ رہا تو کمیٹی مقرر شدہ مولوی رسل بابا کا ہزار۱۰۰۰ روپیہ عزت کے ساتھ اس کو واپس دے دے گی۔ تب ہم بھی اقرار شائع کریں گے کہ حقیقت میں مولوی رسل بابا نے حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی ثابت کر دی ہے۔ مگر ایک برس تک بہرحال وہ روپیہ کمیٹی مقرر شدہ کے پاس جمع رہے گا اور اگر مولوی رسل بابا صاحب نے اِس رسالہ کے شائع ہونے سے دو ہفتہ تک ہزار روپیہ جمع نہ کرا دیا تو اُن کا کذب اور دروغ ثابت ہو جائے گا۔ تب ہر یک کو چاہیئے کہ ایسے دروغ گو لوگوں کی شر سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگیں اور اُن سے پرہیز کریں۔ واضح رہے کہ اس مخالف گروہ سے ہمیں عام طور پر تکلیف پہنچی ہے اور کوئی تحقیر

اور توہین اور سبّ اور شتم نہیں جو اُن سے ظہور میں نہیں آیا۔ جب تکفیر اور گالیوں سے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے تو پھر بد دعاؤں کی طرف رخ کیا اور دن رات بد دعائیں کرنے لگے مگر ایسے بخیلوں سیاہ دلوں کی ظالمانہ بد دعائیں کیونکر اُس جناب میں قبول ہوں جو دلوں کے مخفی حالات جانتا ہے۔ آخر جب بد دعاؤں سے بھی کام نہ نکل سکا تو خدا تعالیٰ سے نومید ہو کر گورنمنٹ انگریزی کی طرف جھکے اور جھوٹی مخبریاں کیں اور مُفتریانہ رسالے لکھے کہ اس شخص کے وجود سے فساد کا اندیشہ اور جہاد کا خوف ہے۔ لیکن یہ دانا اور دقیقہ رس اور حقیقت شناس گورنمنٹ ایسی کم فہم تھوڑی تھی کہ ان چالاک حاسدوں کے دھوکہ میں آ جاتی۔ گورنمنٹ خوب جانتی ہے کہ ایسے عقیدے تو انہیں لوگوں کے ہیں۔ اور یہی لوگ ہیں جو صدہا برسوں سے کہتے چلے آئے ہیں کہ اسلام کو جہاد سے پھیلانا چاہیئے اور نہ صرف اسی قدر بلکہ یہ بھی ان کا قول ہے کہ جب ان کا فرضی مہدی ظہور کرے گا یا کسی غار میں سے نکلے گا اور اُسی زمانہ میں ان کا فرضی عیسیٰ بھی آسمان پر سے اُتر کر کوئی تیز حربہ کفار کے قتل کے لئے اپنے ساتھ ہی آسمان سے لائے گا تو دونوں مل کر دنیا کے تمام کافروں کو قتل کر ڈالیں گے اور جس نے اسلام سے انکار کیا خواہ وہ یہود میں سے ہو یا نصاریٰ میں سے وہ تہ تیغ کیا جائے گا۔ یہ ان لوگوں کے بڑے پکے عقیدے ہیں اگر شک ہو تو کسی مولوی کا عدالت میں حلفاً اظہار لیا جاوے۔ تا عدالت پر کھل جائے کہ کیا واقعی ان لوگوں کے یہی عقیدے ہیں یا ہم نے بیان میں غلطی کی ہے۔ ﴿۲۷﴾

لیکن ہم گورنمنٹ کو بلند آواز سے اطلاع دیتے ہیں کہ اس زمانہ میں جنگ اور جہاد سے دین اِسلام کو پھیلانا ہمارا عقیدہ نہیں ہے اور نہ یہ عقیدہ کہ جس گورنمنٹ کے زیر سایہ رہیں اور اس کے ظلِّ حمایت میں امن اور عافیت کا فائدہ اٹھاویں اور اس کی پناہ میں رہ کر اپنے دین کی بخوشیٔ خاطر اشاعت کر سکیں اُسی سے باغیوں کی طرح لڑنا شروع کر دیں۔ کیا اس گورنمنٹ انگریزی میں ہم اَمن اور عافیت سے زندگی بسر نہیں کرتے۔ کیا ہم حسب مرضی دین کی اشاعت نہیں کر سکتے۔ کیا ہم دینی احکام بجالانے سے روکے گئے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ سچ اور بالکل سچ

یہ بات ہے کہ ہم جس کوشش اور سعی اور امن اور آزادی سے اسلامی وعظ اور نصائح بازاروں میں، کوچوں میں، گلیوں میں اِس ملک میں کر سکتے ہیں اور ہر یک قوم کو حق پہنچا سکتے ہیں یہ تمام خدمات خاص مکہ معظّمہ میں بھی بجا نہیں لا سکتے چہ جائیکہ کسی اور جگہ تو پھر کیا اِس نعمت کا شکر کرنا ہم پر واجب ہے یا یہ کہ مفسدہ بغاوت شروع کر دیں۔

سو اگر چہ ہم مذہب کے لحاظ سے اِس گورنمنٹ کو بڑی غلطی پر سمجھتے اور ایک شرمناک عقیدہ میں گرفتار دیکھ رہے ہیں تاہم ہمارے نزدیک یہ بات سخت گناہ اور بدکاری میں داخل ہے کہ ایسے محسن کے مقابل پر بغاوت کا خیال بھی دل میں لاویں۔ ہاں بے شک ہم مذہبی لحاظ سے اس قوم کو صریح خطا پر اور ایک انسانی بناوٹ میں مبتلا دیکھتے ہیں۔ تو اس صورت میں ہم دعا اور توجہ سے اس کی اصلاح چاہتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے مانگتے ہیں کہ اس قوم کی آنکھیں کھولے اور ان کے دلوں کو منور کرے اور انہیں معلوم ہو کہ انسان کی پرستش کرنا سخت ظلم ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کیا ہیں صرف ایک عاجز انسان اور اگر خدا تعالیٰ چاہے تو ایک دم میں کروڑ ہا ایسے بلکہ ہزار ہا درجہ اُن سے بہتر پیدا کر دے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور کر رہا ہے۔ مُشت خاک کو منور کرنا اس کے نزدیک کچھ حقیقت نہیں۔ جو شخص صاف دل سے اور کامل محبت سے اس کی طرف آئے گا بے شک وہ اس کو اپنے خاص بندوں میں داخل کر لے گا۔ انسان قرب کے مدارج میں کہاں تک پہنچ سکتا ہے اس کا کچھ انتہا بھی ہے ہرگز نہیں۔ اے مُردوں کے پرستار و زندہ خدا موجود ہے اگر اس کو ڈھونڈو گے پاؤ گے۔ اگر صدق کے پَیروں کے ساتھ چلو گے تو ضرور پہنچو گے۔ یہ نامَردوں اور مخنّثوں کا کام ہے کہ انسان ہو کر اپنے جیسے انسان کی پرستش کرنا۔ اگر ایک کو با کمال سمجھتے ہو تو کوشش کرو کہ ویسے ہی ہو جاؤ نہ یہ کہ اس کی پرستش کرو۔ مگر وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُرزور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا بخدا وہ مسیح بن مریم نہیں ہے۔ مسیح تو صرف ایک معمولی سا نبی تھا۔ ہاں وہ بھی کروڑ ہا مقربوں میں سے ایک

﴿۲۸﴾

تھا۔مگر اُس عام گروہ میں سے ایک تھا اور معمولی تھا اِس سے زیادہ نہ تھا۔بس اس سے دیکھ لو کہ انجیل میں لکھا ہے کہ وہ یحیٰ نبی کا مرید تھا اور شاگردوں کی طرح اصطباغ پایا۔

وہ صرف ایک خاص قوم کے لئے آیا۔اور افسوس کہ اس کی ذات سے دنیا کو کوئی بھی روحانی فائدہ پہنچ نہ سکا۔ایک ایسی نبوت کا نمونہ دنیا میں چھوڑ گیا جس کا ضرر اس کے فائدہ سے زیادہ ثابت ہوا اور اس کے آنے سے ابتلا اور فتنہ بڑھ گیا۔اور دنیا کے ایک حصہ کثیرہ نے ہلاکت کا حصہ لے لیا مگر اس میں شک نہیں کہ وہ سچا نبی اور خدا تعالیٰ کے مقربوں میں سے تھا۔مگر وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مَرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہوگیا وہ مبارک نبی **حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم** ہیں۔اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونس اور ایوب اور مسیح بن مریم اور ملاکی اور یحیٰ اور زکریا وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی اگرچہ سب مقرب اور وجیہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے۔یہ اُسی نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔

اللّٰھم صل وسلّم و بارك عليه و اله و اصحابه اجمعين و اٰخر دعوانا ان الحمد للّٰه ربّ العٰلمين.

﴿۲۹﴾

اَلْوَصِيَّةُ لِلّٰهِ لِقَوْمٍ لَّا يَعْلَمُوْنَ

أيها العلماء والمشائخ والفقهاء. إنى رأيت تَعاميَكم فى مصنّفاتكم، فتأجّج قلبى لجهلاتكم. إنكم تسيرون فى المَعامى، ولا تخافون جَوْبَ الحوامى. وإنى عِفْتُ أن أفصّل حالاتكم، وأبيّن مقالاتكم. أتعاميتم مع سلامة البصر، وتجاهلتم مع العلم والخبر؟ كان عندكم العقل والفهم الصافى، ولكن النفس صارت ثالثة الأثافى. إنّ حبّ العَين سلَب عينَيكم، والطمع فى كرم الناس محَق كريمتَيكم. أَقَرأْتم العلومَ للقِرى، وتعلّمتم لرُغفان القُرٰى؟ وباعدتم عن الإخلاص الذى هو شعار الأنبياء وحلية الأولياء. تركتم الشريعة

علم نہ رکھنے والے لوگوں کے لئے لِلّٰہی نصیحت

اے علماء، مشائخ اور فقہاء! مجھے تمہاری تصنیف کردہ کتابوں میں تمہارا اندھا پن نظر آیا تو تمہاری جاہلانہ باتوں کی وجہ سے میرے دل میں آگ بھڑک اُٹھی ۔تم اندھی راہوں میں چلتے ہو اور خطرات میں گھسنے سے نہیں ڈرتے ہو۔ میں تمہارا کچا چٹھا کھولنے اور تمہاری باتوں کو تفصیل سے بیان کرنے سے رُکا رہا۔ کیا تم صحیح سلامت آنکھیں رکھتے ہوئے بھی اندھے بن رہے ہو اور تجاہلِ عارفانہ سے کام لے رہے ہو۔ تمہارے پاس صاف اور شفاف عقل وفہم موجود تھا لیکن دل ہے کہ ہر طرح کے شر کی آماجگاہ بن گیا ہے۔ مال و زر کی محبت نے تمہیں اندھا کر دیا اور لوگوں کی طرف سے نوازشات کی طمع نے تمہاری آنکھوں کو بے نور کر دیا۔ کیا تم نے دعوتیں اُڑانے کے لئے عُلوم پڑھے تھے؟ اور گاؤں کی روٹیوں کے ٹکڑوں کی خاطر تعلیم حاصل کی تھی؟ تم اُس اخلاص سے دور جا پڑے ہو جو انبیاء کا شعار اور اولیاء کا شیوہ ہے۔تم نے شریعت چھوڑ دی

واتّبعتم النفس الدنيّة، وصرتم قوما خاسرين. أكلتم الدنيا بأنواع الدقاقير☆ وما نجا مِن فخّكم أحدٌ من القبيل والدبير. طورًا تلدغون فى حلل العظات، وأخرى بالكَلِم المحفِظات. وأَجِدُ فيكم ما يَسِمُ بالإخلاق، وما أجد شيئا من محاسن الأخلاق. فإنّا للّٰه على مصيبة الإسلام، وإمحالِ رياض خير الأنام. وإنّا نكتب قصّتكم متجرّعًا بالغصص، ومتورّعا من مبالغات القِصص. إنكم جعلتم الإسلام مَصْطَبة المقيِّفين، أو خانَ المدروزين والمُشَقْشِقين. اتقوا اللّٰه ويوم الأهوال، وحلولَ الآفات وتغيُّرَ الأحوال، واذكروا الحِمام ومساورة الإعلال، وفضوح الآخرة وسوء المآل. واتركوا الكِبر والعُجب والخيلاء، فإنها لا يزيدكم إلا الغطاء.

اور گھٹیا نفس کی پیروی کرنے لگ گئے اور ایک گھاٹا پانے والی قوم بن گئے۔ مختلف قسم کی کذب بیانیوں سے تم نے دُنیا کو کھایا اور کوئی کہہ و مَہ تمہارے جال سے بچ نہ سکا۔ کبھی تم نصائح کا جامہ پہن کر اور کبھی غصہ دلانے والی باتیں کر کے (لوگوں کو) ڈستے ہو۔ میں تم میں وہ (خصائل) پاتا ہوں جو اخلاق کو داغدار کرتے ہیں مگر میں ان میں حسنِ اخلاق کا شائبہ تک نہیں پاتا۔ پس اسلام کی اِس مصیبت اور (حضرت) خیر الانام (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گلستان کی ویرانی پر صرف انّا للّٰہ ہی کہا جا سکتا ہے۔ غم کے گلو گیر گھونٹ پی کر اور مبالغہ آمیز قصوں سے بچتے ہوئے ہم تمہاری داستان رقم کر رہے ہیں۔ تم نے اسلام کو قیافہ شناسوں کی آماجگاہ اور گھٹیا اور لاف زنی کرنے والوں کی سرائے بنا دیا ہے۔ پس ہولناک گھڑی سے، آفات کے نزول سے اور حالات کی تبدیلی میں اللہ سے ڈرو۔ اور موت اور بیماری کے حملے اور آخرت کی رسوائی اور بدانجام کو یاد رکھو۔ تکبر، خود پسندی اور گھمنڈ کو چھوڑ دو۔ کیونکہ یہ چیزیں تمہیں اندھیروں میں ہی بڑھائیں گی۔

☆ هذا سهو الناسخ والصحيح " الدقارير ". (الناشر)

ولا تصحّ صفة العبودية إلا بعد ذوبان جذبات الحيّة، أعنی هوى النفس الذی هو علی بحر السلوك كزبدٍ، فلا تُطيعوا الزبد كعبد، واطلبوا بحر ماء معين.

واعلم يا طالِبَ الحقّ الأهمّ أن علماء السوء ما يخرجون من الفم هو أضرّ على الناس من السمّ، ومِن كلّ بلاء يوجد على وجه الأرضين، فإن السموم إذا أضرّت فلا تضرّ إلا الأجسام، وأما كلامهم فيضرّ الأرواح ويُهلك العوام، بل ضررهم أشد وأكثر من إبليس اللعين. يلبسون الحق بالباطل، ويسلّون سيوف المكر كالقاتل، ويُصرّون على كلمات خرجت من أفواههم وإن كانوا على خطأ مبين. فاستعِذْ بالله منهم ومن كلماتهم، واجتنِبْهم وجهلاتهم،

عبودیت کی صفت، شیطانی جذبات یعنی ہوائے نفس کے پگھلنے کے بعد ہی کامل ہوتی ہے۔ ہوائے نفس بحرِ سلوک پر جھاگ کی طرح ہے۔ پس تم ایک غلام کی طرح اِس جھاگ کے مطیع نہ بنو۔ اور ایک شیریں صاف پانی کے سمندر کی تلاش میں رہو۔

اے اہم صداقت کے متلاشی! یاد رکھ کہ علماءِ سوء کے منہ سے نکلی ہوئی باتیں لوگوں کے لئے زہر اور روئے زمین پر پائی جانے والی ہر بلا سے بڑھ کر ضرر رساں ہیں کیونکہ زہریں جب بھی نقصان پہنچاتی ہیں تو صرف جسموں کو نقصان پہنچاتی ہیں لیکن اِن کا کلام روحوں کو نقصان پہنچاتا اور عوام کو ہلاک کرتا ہے۔ بلکہ اِن کا ضرر لعین ابلیس سے بھی زیادہ شدید اور بڑھ کر ہوتا ہے۔ وہ حق کو باطل سے خلط ملط کرتے ہیں اور ایک قاتل کی طرح مکر کی تلواریں سونتتے ہیں اور اپنے منہ سے نکلی ہوئی باتوں پر اصرار کرتے ہیں خواہ وہ واضح غلطی پر ہوں۔ پس ان سے اور ان کی باتوں سے خدا کی پناہ مانگ اور اُن سے اور اُن کی جاہلانہ باتوں سے اجتناب کر

﴿۳۰﴾

وكن مع العلماء الصادقين. ولا تضحك على مواجيد الأولياء، والأسرار التى كُشفت على تلك الأصفياء ، فإنهم مظاهر نور اللّٰه وينابيع ربّ العالمين. واعلم أنهم قوم صادقون فى الأحوال، والمحفوظون فى الأفعال والأعمال، ويُعلّمون من أشياء لا يعلمها عقل العلماء، ويُعطَون من علم لا يُعطَى مثله أحدٌ من العقلاء . فلا يُنكرهم إلا الذى فيه بقيّة من مسّ الشيطان، وأثر من آثار الجانّ، ولا يكفّرهم إلا الأعمى الذى ليس همّه إلا تكفير الصالحين. ألا إن للّٰه عبادًا يحبّهم ويحبّونه، آثرَهم وملأ قلوبهم مِن حبّه وحبّ مرضاته، فنسوا أنفسهم استغراقا فى محبّة ذاته وصفاته، فلا تعلق همّتك بإيذاء قومٍ لا تعرفهم ومنازلهم،

اور سچے علماء کے ساتھ ہوجا۔ اور اولیاء کی وجدانی کیفیات اور اُن اَسرار پر جو اُن اصفیاء پر منکشف کئے جاتے ہیں استہزاء نہ کر کیونکہ یہ لوگ اللہ کے نور کے مظہر اور ربّ العالمین کے چشمے ہوتے ہیں۔ جان لو کہ یہ لوگ تمام حالات میں صادق اور تمام افعال و اعمال میں معصوم ہوتے ہیں انہیں اشیاء (کی ماہیت) کا ایسا علم دیا جاتا ہے جسے علماء کی عقل معلوم نہیں کر سکتی اُنہیں وہ علم عطا کیا جاتا ہے کہ کسی دانشور کو ویسا علم عطا نہیں کیا جاتا۔ ان کا انکار صرف وہی شخص کر سکتا ہے جس میں مسِ شیطان کا کچھ حصہ اور جنوں کے اثرات میں سے کوئی اثر ہو۔ اور وہی اندھا اُنہیں کافر قرار دیتا ہے جس کا کام فقط ان صالحین کی تکفیر کرنا ہے۔ سنو! کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے ہیں جن سے وہ محبت کرتا ہے اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں اللہ نے انہیں فوقیت دی ہے اور ان کے دلوں کو اپنی محبت اور اپنی رضا کی محبت سے بھر دیا ہے۔ پس محبتِ ذات و صفاتِ باری میں محویّت کے باعث وہ اپنے آپ کو بالکل بُھلا بیٹھے ہیں اِس لئے تو ایسے لوگوں کی ایذا رسانی کے دَر پَے مت ہو کہ جن کا عرفان اور قدر و منزلت تجھے معلوم نہیں

وإنّك لا تنظر إليهم إلا كعمين. إنهم خرجوا مِن خلقٍ كان مشابِهَ خلقِ وجودِك، وسعوا إلى مقام أعلى وتباعدوا عن حدودك، ووصلوا مكانا لا تصل إليها أنظارك، ولا تدركها أفكارك، ونزلوا بمنزلة لا يعلمها إلا ربّ العالمين. فلا تدخل في أقوالهم كمجترئين، ولا تتحرك بسوء الظنون وقلة الأدب معهم كالمعتدين، فيعاديك ربك وتلحق بالخاسرين. فإيّاك يا أخي أن تقع في ورطة الإنكار، وتلحق بالأشرار، وتهلك مع الهالكين. واعلم أن كتاب اللّٰه الرحمٰن، كسبعةِ أبحرٍ من أنواع نكات العرفان، يشرب منها كل طير بوسع منقاره، ويختار حقيرًا ولا يشرب إلا قدرا يسيرا.

اور تُو تو وہ ہے جو ان کی طرف صرف اندھوں کی طرح ہی دیکھتا ہے۔ وہ ایسی تخلیق سے بالا ہیں جو تیرے وجود کی تخلیق کے مشابہ ہے۔ وہ اعلیٰ مقام کی جانب کوشاں رہے اور تیری حدود سے بالا ہو گئے اور ایسے مقام پر جا پہنچے جہاں تیری نگاہوں کی رسائی نہیں اور نہ ہی تیرے افکار کو اس کا اِدراک ہے۔ وہ ایسے (بلند) مقام پر فائز ہیں جس کو صرف ربّ العالمین ہی جانتا ہے اس لئے تو ان کی باتوں میں بے باک لوگوں کی طرح دخل مت دے اور نہ ہی ان کے ساتھ حد سے تجاوز کرنے والوں کی طرح بدظنی اور بے ادبی سے پیش آ۔ ورنہ تیرا ربّ تیرا دشمن ہو جائے گا اور تو نقصان اُٹھانے والوں میں شامل ہو جائے گا۔ اس لئے اے میرے بھائی! انکار کے بھنور میں پڑنے اور حلقہء اشرار میں شامل ہونے اور ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہونے سے بچ۔ اور جان لے کہ رحمٰن خدا کی کتاب (قرآن کریم) طرح طرح کے نکاتِ عرفان کے سات سمندروں کی طرح ہے جس میں سے ہر پرندہ اپنی منقار کی وسعت کے مطابق سیراب ہوتا ہے اور معمولی سا لیتا ہے اور تھوڑی سی مقدار میں پیتا ہے۔

والّذين وسَّع مَدارکَهم عناياتُ ربهم، فيشربون ماءً كثيرا وهم أولياء الرحمٰن وأحبّاء أحسن الخالقين. يهُبُّ على قلوبهم نفحاتٌ إلٰهية، فيتعالى كلامهم، فيجهله عقول الذين ليسوا من العارفين. والذين يُعطَون أفعالا خارقة للعادة، وأعمالا متعاليّة عن طور العقل والفكر والإرادة، فلا تعجب من أن يُعطوا كلماتٍ، ورُزقوا من نكات تعجز العلماء عن فهمها، فلا تنهَضْ كالمستعجلين. وإن كنت من الذين أراد الله بهم خيرًا، فبادِرْ و سِرْ إليهم سيرًا، ودَعْ زورًا وضيرًا، وكن من الحازمين. وكم من كلمات نادرات بل محفظات، تخرج من أفواه أهل الله إلهامًا من الله الذى هو مؤيّد الملهَمين، فينهضون لله

﴿۳۱﴾

لیکن وہ لوگ جن کی استعدادوں کو ان کے ربّ کی عنایات نے وسعت بخشی ہے تو وہ یہ پانی کثرت سے پیتے ہیں۔ وہ اولیاء الرحمٰن اور احسن الخالقین کے محبوب ہیں اُن کے دلوں پر اللہ کی معطّر ہوائیں چلتی ہیں جس سے ان کا کلام عالیشان ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ جو عارف نہیں ہوتے اُن کی عقلیں اِس سے ناآشنا ہوتی ہیں۔ اور وہ لوگ جنہیں خارق عادت افعال اور عقل، فکر اور شعور سے بالا اعمال عطا کئے جاتے ہیں۔ اگر اُنہیں ایسے کلماتِ (حکمت) اور نکاتِ (معرفت) عطا کئے جائیں جن کے سمجھنے سے علماء عاجز آجائیں تو اس پر تو تعجب نہ کر۔ پس تُو جلد بازوں کی طرح مقابلہ کے لئے کھڑا نہ ہو اور اگر تُو ان لوگوں میں سے ہے جن سے اللہ بھلائی کا ارادہ رکھتا ہے تو تُو فوراً اُن کے پاس چل کر جا اور جھوٹ اور ایذا دہی کو چھوڑ اور حزم و احتیاط کرنے والوں میں سے ہو جا۔ اور کتنے ہی نادر بلکہ غصہ دلانے والے کلمات ہیں جو اہل اللہ کے مونہوں سے الہامًا جاری ہوتے ہیں اُس خدا کی طرف سے جو ملہموں کا مؤیّد ہے وہ بس اللہ تعالیٰ کی خاطر کمربستہ ہو جاتے ہیں

ویُبلّغونها ویُشیعونها، فتکون سببَ مرضاة الله کهف المأمورین. ثم تلك الکلمات بعینها بغیر تغییر وتبدیل تخرُج مِن فمٍ آخر، فیصیر قائلها من الذین ترکوا الأدب واجترء وا وصاروا من الفاسقین. فتأدَّبُ مع أهل الله ولا تعجَلْ علیهم ببعض کلماتهم. وإن لهم نیّاتٍ لا تعرفها، وإنهم لا ینطقون إلا بإشارة ربّهم، فلا تُهلك نفسك کالمجترئین. لهم شأن لا یفهمه إنسان، فکیف مِثلك فتّان، إلا مَن سلك مسلکهم، وذاق مذاقهم، ودخل فی سِککهم، فلا تنظرُ إلی وجوه مشایخ الإسلام وکبراء الزمان، فإنهم وجوه خالیة من نور الرحمٰن، ومِن زیّ العاشقین.

اور اُن کلمات کی تبلیغ و اشاعت کرتے ہیں پس وہ کلمات خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے سبب مامورین کی پناہ ہوتے ہیں اور پھر بعینہٖ یہی کلمات بغیر کسی تغیر و تبدل دوسرے شخص کے منہ سے نکلتے ہیں تو ان کلمات کا قائل ان لوگوں میں سے ہوجاتا ہے جنہوں نے حدادب کو چھوڑ دیا ہوتا ہے اور بے باکی اختیار کرتا اور فاسقوں میں سے ہو جاتا ہے۔ پس اہل اللہ کے ساتھ ادب سے پیش آ اور اُن کے بعض کلمات کی وجہ سے اُن کے خلاف جلدی مت کر۔ کیونکہ اُن (اہل اللہ) کی نیتیں ایسی ہیں جن سے تو ناآشنا ہے وہ صرف اور صرف اپنے رب کے اشارے سے گفتگو کرتے ہیں۔ پس اپنے آپ کو بے باک لوگوں کی طرح ہلاک نہ کر۔ اِن کی وہ عظمتِ شان ہوتی ہے جسے عام انسان سمجھ نہیں سکتا۔ پھر بھلا تیرے جیسا فتنہ باز کیا سمجھے گا؟ اُنہیں تو وہی سمجھ سکتا ہے جو اُن کے مسلک پر چلا ہو اور اُس نے وہی مزا چکھا ہو جو اُنہوں نے چکھا ہوا ہے۔ اور اُن کے کوچوں میں داخل ہو چکا ہو۔ پس تو مشائخِ اسلام اور زمانے کے سرکردہ لوگوں کے چہروں کو مت دیکھ۔ کیونکہ وہ چہرے خدائے رحمان کے نور اور عاشقوں کے شِعار سے خالی ہیں۔

ولا تحسب كلمات المحدَّثين المكلَّمين ككلماتك أو كلمات أمثالك من المتعسّفين. فإنها خرجت من أنفاس طيّبة، ونفوس مطهَّرة مُلهَمة، وهي قريب العهد من اللّٰه تعالٰى كثمرٍ غضٍّ طريٍّ أُخذ الآن من شجرة مباركة للآكلين. والقوم لما لم يفهموا كلمات لطيفة دقيقة حِكميّة إلٰهيّة، فعزَوا أهلها إلى الفُسّاق والزنادقة والكفّار وأهل الأهواء. فياحسرة عليهم وعلى تلك الآراء، إنهم قد هلكوا إن لم يتوبوا ولم يرجعوا منتهين. والأحرار ينتقلون من القالب إلى القلب، وهم انتقلوا من القلب إلى القالب، ونبذوا كل ما علموا وراء ظهورهم للبخل الغالب، فأصبحوا كقِشرٍ لا لُبَّ فيه وأكلوا الجيفة كالثعالب،

اور تو خدا سے شرف مکالمہ ومخاطبہ پانے والے محدّثین کے کلمات کو اپنے اور اپنے جیسے گمراہ لوگوں کی باتوں کی طرح مت خیال کر۔ کیونکہ ان کی باتیں انفاسِ طیبہ اور الہام یافتہ پاک دلوں سے نکلتی ہیں اللہ کی طرف سے نو بہ نو ملنے والے یہ کلمات اُن تر وتازہ پھلوں کی طرح ہیں جو کھانے والوں کے لئے شجرہ مبارکہ سے ابھی ابھی حاصل کئے گئے ہوں۔ اور لوگ جب اِن کی لطیف، باریک اور پُر حکمت الٰہی باتوں کو سمجھ نہیں پاتے تو وہ اِنہیں (اولیاء اللہ) کو فاسقوں، زندیقوں، کافروں اور نفسانی خواہشات رکھنے والوں سے منسوب کر دیتے ہیں۔ پس حیف ہے اُن پر اور اُن کی آراء پر۔ اگر اس (رویّہ) سے باز آتے ہوئے انہوں نے توبہ اور رجوع نہ کیا تو وہ ضرور ہلاک ہوں گے۔ شرفاء قالب (ظاہر) سے قلب (باطن) کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔ لیکن یہ لوگ تو قلب سے قالب کی طرف منتقل ہو چکے ہیں اور اُنہوں نے اپنے شدید بخل کی وجہ سے اپنے علم کو پسِ پشت ڈال دیا ہے پس وہ اُس چھلکے کی طرح ہو گئے جس میں مغز نہ ہو اور اُنہوں نے لومڑیوں کی طرح مُردار کھایا

وكفّرونى ولعنونى من غير علم ليستروا الأمر على الطالب، وقالوا كافر كذّاب، واتبعوا دأب الذين خلوا من قبلهم من أهل التباب. وكانوا يقولون من قبل إنّ رجلا لا يخرج من الإيمان باختلافاتٍ ليس فيها إنكار تعليم القرآن، وإنما الحُكم بالتكفير لمن صرّح بالكفر واختاره دينا، وأنكر دين اللّٰه القدير وجحد بالشهادتين كالأعداء اللئام، و خرج عن دين الإسلام، وصار من المرتدّين. وقالوا لو رأينا في هذا الرجل خيرا أو رائحةً من الدّين ما كفّرنا وما كذّبنا وما تصدّينا للتوهين. كلا، بل قسَتْ قلوبهم من الإصرار على الإنكار، ودعاوى الرياء وفتاوى الاستكبار، فطبع عليها طابع وما وُفِّقوا أن يرجعوا مع الراجعين.

اورانہوں نے بغیر علم کے میری تکفیر کی اور مجھے ملعون ٹھہرایا تا کہ وہ اس معاملے پر طالب حق کے لئے پردہ ڈال دیں اورانہوں نے کہا کافر ہے، کذّاب ہے۔انہوں نے اپنے سے پہلے گزرے ہوئے تباہ شدہ لوگوں کا وطیرہ اختیار کیا۔اس سے پہلے وہ یہ کہا کرتے تھے کہ کوئی شخص اُن اختلافات کی وجہ سے جن میں تعلیم قرآن کا انکار نہ ہو، ایمان کے دائرہ سے خارج نہیں ہوتا اور تکفیر کا حکم صرف اُس پر اطلاق پاتا ہے جو صراحت کے ساتھ کفر کا واضح اظہار کرے اور کفر کو بطور دین اختیار کرے اور خدائے قدیر کے دین کا انکار کرے اور کلمہ شہادت کا کمینے دشمنوں کی طرح انکار کرے اور وہ دین اسلام سے نکل گیا ہو اور مرتد ہو گیا ہو۔ان لوگوں نے یہ کہا کہ اگر ہم اس شخص میں کوئی خیر دیکھتے یا دین کی رمق پاتے تو ہم اسے کافر نہ ٹھہراتے اور نہ ہی تکذیب کرتے اور اس کی توہین کے درپے نہ ہوتے۔ ہرگز نہیں بلکہ ان کے دل انکار پر اصرار کرنے اور ریاکاری کے دعووں اور متکبرانہ فتووں کے باعث سخت ہو چکے ہیں۔پس مہر لگانے والے نے ان کے دلوں پر مہر لگادی اور انہیں یہ توفیق نہ ملی کہ وہ رجوع کرنے والوں کے ساتھ رجوع کرتے۔

﴿۳۲﴾

ولو شاء اللّٰہ لأصلح بالهم وطهّر مقالهم، وجذبهم وأراهم ضلالهم، ولكنهم زاغوا وأحبّوا عيوبهم، فغضب اللّٰہ عليهم وأزاغ قلوبهم، وتركهم في ظلمات، وجعلهم كصُمٍّ وعمين. أيها العَجول، اتق اللّٰہ وخَفْ أولياء اللّٰہ الودود، ولا خَوْفَكَ من الأسود، وإذا رأيتَ رجلا تبتّلَ إلى اللّٰہ، وما بقي له شيء يشغله عن ربّه، فلا تتكلم فيه ولا تجترء على سبّه، أتحارب اللّٰہ يا مسكين، أو تقتل نفسك كالمجانين؟ واعلم أن أولياء الرحمن يُطرَدون ويُلعَنون ويُكفَّرون في أوائل الزمان، ويقال فيهم كل كلمة شرّ، ويسمعون من قولهم كل الهذيان، ويسمعون أذًى كثيرا من قومهم ومن أهل العدوان،

اور اگر اللہ کی مشیّت ہوتی تو وہ ان کے حالات درست فرما دیتا اور اُن کے کلام کو پاک بنا دیتا۔ اور انہیں اپنی طرف کھینچتا اور اُن کو اُن کی گمراہی دکھا دیتا۔ لیکن وہ کج رَو ہو گئے اور اپنے عیوب کو محبوب جانا۔ جس کی وجہ سے اُن پر اللہ کا غضب نازل ہوا اور اُس نے اُن کے دِلوں کو ٹیڑھا کر دیا اور انہیں تاریکیوں میں چھوڑ دیا۔ اور اُنہیں بہروں اور اندھوں کی طرح کر دیا۔ اے جلد باز! اللہ کا تقویٰ اختیار کر اور خدائے ودود کے اولیاء سے ڈر۔ اور تیرا خوف ایسا نہ ہو جو شیروں سے ہوتا ہے۔ اور جب تو کسی متبتّل الی اللہ شخص کو دیکھے جسے کوئی چیز اپنے ربّ سے غافل نہ کرے تو اُس کے بارے میں موشگافی نہ کر۔ اور اُسے گالی دینے کی جرأت نہ کر۔ اے بے بس انسان! کیا تو اللہ سے جنگ کرے گا یا مجنونوں کی طرح اپنے تئیں ہلاک کرے گا؟ جان لے کہ شروع شروع میں اولیاء اللہ کو دھتکارا جاتا ہے، اُن پر لعنتیں ڈالی جاتی ہیں اُن کی تکفیر کی جاتی ہے اور اُن کی نسبت ہر طرح کی بُری باتیں کی جاتی ہیں اور یہ ان لوگوں سے ہر قسم کی بکواس اور اپنی قوم اور معاندین سے تکلیف دِہ باتیں سنتے ہیں

ويسمّونهم أجهلَ الناس وأضلّ الناس، مع كونهم من أهل العارفة والعرفان، ويسمّونهم دجّالين وعَبَدة الشيطان؛ ثم يجعل الله الكرّةَ لهم، ويُؤيَّدون ويُنصَرون ويُبرَّأون مما يقولون، ويأتيهم الدولةُ والنصرة من عند الله فى آخر أمرهم من الله المنّان، وكذلك جرت عادة الله الديّان، أنه يجعل العاقبة للمتّقين. وإذا جاء نصره فترى قلوب الناس كأنها خُلقت خلقًا جديدا، وبُدِّلت تبديلا شديدا، وترى الأرض مخضرّة بعد مرتها، والعقولَ سليمة بعد سخافتها، والأذهانَ صافية والصدور مطهّرة بإذن قادرٍ قيّومٍ ومُعين. فيسعون إليهم بالمحبّة و الوداد، نادمين من أيام العناد،

اور یہ اِن کو تمام لوگوں سے زیادہ جاہل اور سب سے بڑھ کر گمراہ موسوم کرتے ہیں حالانکہ وہ صاحب معرفت اور اہلِ عرفان ہوتے ہیں نیز وہ ان کا نام دجال اور شیطان کے بندے رکھتے ہیں۔ پھر اللہ ان کے حق میں حالات کو پلٹا دیتا ہے اور ان کی مدد اور تائید کی جانے لگتی ہے اور جو کچھ ان کی نسبت کہا جاتا ہے اُس سے وہ بَری کئے جاتے ہیں اور خدائے مَنّان کی طرف سے انجام کار اُن کے پاس غلبہ اور نُصرتِ الٰہی آتی ہے اور اسی طرح عادل اللہ کی سنّت جاریہ ہے کہ وہ متقیوں کا انجام بخیر کرتا ہے اور جب اُس کی نصرت آئے گی تو تُو دیکھے گا کہ گویا لوگوں کے دلوں کو ایک نیا جنم دیا گیا ہے اور ان میں نمایاں تبدیلی پیدا کر دی گئی ہے اور تُو قادر و قیوم اور مددگار خدا کے حکم سے زمین کو بنجر ہونے کے بعد سرسبز و شاداب، عقلوں کو کمزوری کے بعد صحیح سالم اور ذہنوں کو صاف اور دلوں کو پاک ہوتے دیکھے گا اس پر (مخالفت کرنیوالے) اپنے معاندانہ دور پر شرمندہ ہوتے ہوئے پیار اور محبت سے ان کی طرف دوڑے چلے آتے ہیں اور

ويُثنون عليهم باكين قائلين إنّا تُبنا فاغفر لنا ربّنا إنّا كنّا خاطئين، ومن يرحم إلا هو وهو أرحم الراحمين. هذا مآل الذين سُعدوا وفُتحت أعينهم وجُذبوا، وأمّا الذين شقوا فلا يرون حتى يُرَدّون إلى عذاب مهين. ربّ أَرِنَا أيّامَك، وصدِّقْ كلامك، وفرِّجْ كرباتِنا، واغفِرْ زلّاتِنا، وارْضَ عنّا وتعال على ميقاتنا، وانصرنا على القوم الكافرين. وصلِّ وسلِّمْ وبارِكْ على رسولك خاتم النبيين. آمين ربّنا آمين.

☆

روروکراُن کی تعریف کرتے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ ہم نے توبہ کی پس اے ہمارے رب! تو ہمیں بخش دے۔ ہم یقیناً خطا کار تھے اور اس کے علاوہ کون رحم کرتا ہے اور وہی ارحم الراحمین ہے۔ یہ انجام ہے ان لوگوں کا جو نیک بخت ہیں اور جن کی آنکھیں کھول دی گئیں۔ اور وہ (اللہ کی طرف) کھینچے گئے۔ ہاں البتہ وہ لوگ جو بد بخت ٹھہرائے گئے۔ وہ اُس وقت تک (حقائق کو) دیکھ نہیں پائیں گے یہاں تک کہ وہ رسوا کن عذاب کی طرف نہ لوٹائے جائیں۔ اے ہمارے ربّ! تو ہمیں اپنے دن دکھا اور اپنی کلام کو سچا کر اور ہماری مصیبتوں کو دور فرما اور ہماری لغزشوں کو بخش دے اور ہم سے راضی ہو جا اور ہمارے ساتھ کئے ہوئے وعدے پورے کرنے کے لئے آ اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد فرما۔ وصلّ وسلّم و بارك علٰى رسولك خاتم النبيّين۔ اٰمين۔ ربّنا آمين۔

☆